تعلیمات اسلام کا علمبردار دینی و علمی ماہنامہ
الحق
سرپرست
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق مدظلہ
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور، پاکستان

اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہ دعوۃ الحق

قرآن وسنّت کی تعلیمات کا علمبردار

الحق

فون نمبر۔ دارالعلوم : ۴ | فون نمبر۔ رسالتش ۲

جلد نمبر : ۹ | مئی ۱۹۷۴ء

شمارہ نمبر : ۶، ۷ | ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ

مدیر

سمیع الحق

اس شمارے میں

اردو

عربی

بدل اشتراک۔ پاکستان میں سالانہ دس روپے	فی پرچہ ایک روپیہ	غیر ممالک بحری ڈاک ایک پونڈ ہوائی ڈاک دو پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

قادیانیت اور عالمِ اسلام کا تازہ اجماع

ناموسِ تاجدارِ مدینہ کی حفاظت کیلئے مکہ سے اٹھنے والی آواز دنیا بھر کے مسلمانوں کو پکار رہی ہے

قادیانیت کے بارہ میں حال ہی میں مکہ معظمہ سے عالمی اسلامی تنظیموں کی متفقہ قرارداد کی شکل میں جو آواز اٹھی ہے۔ وہ قادیانیت کے بارہ میں گویا پورے عالم اسلام کے متفقہ اور تازہ اجماع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مآخذ شریعت قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے قادیانیوں کا کافر مرتد اور خارج از اسلام ہونا کوئی متنازعہ بات نہیں رہی اجماع کا ظہور انفرادی متفقہ آراء سے ہوتا رہا مگر حال ہی میں ۱۴ ربیع الاول سے لیکر ۵ دن تک مسلسل جاری رہنے والی تمام دنیا کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس کی متفقہ قرارداد سے اس فرقہ خبیثہ کے بارہ میں گویا پورے عالم اسلام کی اجتماعی طور پر بھی اجماع کی ایک صورت ظاہر ہو گئی اس کانفرنس کی یہ قرارداد ملتِ مسلمہ کے لئے جتنی اہم ہے بدقسمتی سے خاص حالات کی وجہ سے ہمارے ملک میں اسے اتنا ہی نظر انداز کیا گیا تاکہ کعبۃ اللہ کی چوکھٹ سے وابستہ اسلامیان پاکستان اس سے باخبر نہ ہوسکیں۔ ہمیں سعودی عرب کے پریس سے اس قرارداد اور کانفرنس کی تفصیلات کا علم ہوا ہم اس قرارداد کا اصل متن اور اس کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے۔ حکومتِ پاکستان اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں اور حکومتوں سے گذارش کرتے ہیں کہ اس قرارداد کے مندرجات پر لبیک کہتے ہوئے ملتِ مسلمہ کو اور عالمِ اسلام کو فرقہ خبیثہ مرزائیت اور اس کی سازشوں سے بچانے کی اجتماعی تدابیر اختیار کی جائیں یہ آواز صفا کی چوٹیوں سے بلند ہوئی۔ اور ہم اس کے ایک ایک حرف سے متفق ہی نہیں بلکہ اسے اپنے دلوں کی دھڑکن سمجھتے ہیں۔ اور ناموسِ ختمِ نبوت کے پاسبان تمام مندوبین رابطۂ عالمِ اسلام، شرکاءِ کانفرنس کو اور بالخصوص خادم الحرمین الشریفین ملک فیصل کو نہایت خلوص سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

۱۴ اپریل کی شام کو مکہ مکرمہ کی مقدس فضاؤں اور بیت اللہ الحرام کے سایہ میں دنیا بھر کے ایک سو سے

زائد علمی اور اسلامی تنظیموں کی کانفرنس شروع ہوئی جس میں اسلامی جماعتوں تنظیموں کے سربراہوں، نمائندوں، علم وفضل کے لحاظ سے دنیائے اسلام کے مشاہیر علماء، ادباء، صحافی اور اہل قلم و ارباب فکر نے متفقہ طور پر عالم اسلام کے دیگر مسائل کے علاوہ علمی اور دینی لحاظ سے الحاد و ارتداد کی تحریکوں اور فتنوں کو بھی موضوع بحث بنایا۔ قادیانیت، صیہونیت، بہائیت، فری میسن اور اس کی ملحقہ تنظیمیں، عیسائی مشنریاں، کمیونزم، دھریت، مغربیت، اور الحاد وغیرہ کے انسداد پر غور ہوا۔ ان غیر اسلامی اور باطل فتنوں میں سرفہرست قادیانیت کا مسئلہ تھا جواب بحمدللہ عربوں کیلئے لمحۂ فکر بنتا جارہا ہے۔ اور سعودی عرب کے شاہ فیصل اور رابطۂ عالم اسلامی کے مساعی اس سلسلہ میں خاص طور سے قابلِ تحسین ہیں۔

باطل مذاہب کے بارہ میں قرار دادیں مرتب کرنے والی کمیٹی کے چیئرمین علامہ صوآف نے قرارداد پیش کرنے سے قبل قادیانی فتنہ کا مفصل تعارف کرایا۔ اس کے تاسیس کے سامراجی محرکات اور غیر اسلامی افکار و آراء اور عالم اسلام اور ملتِ مسلمہ کے خلاف اس وقت مرزائیوں کے سیاسی کردار، سازشوں اور منصوبوں کو طشت از بام کیا۔ قادیانی ازم جو یقیناً ملتِ مسلمہ کے اتحاد کیلئے پوری دنیا میں ایک ضرب کاری بنی ہوئی ہے کا پس منظر بیان کرنے کے بعد قرار داد نہایت جوش و خروش سے منظور کی گئی۔ قرار داد میں اسلامی حکومتوں سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ کہ نہ صرف یہ کہ مرزائیوں سے ہر قسم کے عدم تعاون کا برتاؤ کیا جائے، بلکہ انہیں کسی بھی اہم کلیدی منصب پر فائز ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمان مندوبین میں سے یہ تیرہ بختی اور شقاوت صرف پاکستان کے ایک مندوب ایچ۔ ٹی ہاشمی کے حصہ میں آئی جس نے قرارداد کے اس حصہ سے غیر جانبداری اختیار کر کے حق وباطل کے اس معرکہ میں اس عالمی سٹیج پر پاکستان کے لئے ذلت و رسوائی کا سامان فراہم کیا ہم پاکستان کو رسوا کرنے والے اس شخص کی نہ صرف مذمت کرتے ہیں بلکہ اس کے اس شرمناک رویہ پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتے اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کو کسی بین الاسلامی اجتماع منتخب کرنے پر ذمہ دارانِ حکومت سے احتجاج کرتے ہوئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس طرح مٹھی بھر قادیانیوں اور یہودیوں کو خوش کر کے پورے عالم اسلام کے شبہات و خدشات مول لینا اور دنیائے عرب کے اسلامی جذبات اخوت کو مجروح کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔

بہرحال ایچ۔ ٹی ہاشمی قسم دینی حمیت سے عاری صرف ایک شخص کے غیر جانبدار رہنے سے قرارداد کی اہمیت اور اجماعی حیثیت اور بھی نکھر کر سامنے آگئی ہے۔ کہ علماء کی کتابوں اہل قلم کے مضامین خطباء کے خطبوں اہل تحقیق کی تصانیف، مفتیوں کے فتووں، عدالت کے ججوں اور بعض اسمبلیوں کی

قرار دادوں کے بعد اب مرکزِ اسلام ام القریٰ مکہ معظمہ میں ہونے والی اور دنیا بھر کے اسلامی فکر و نظر کی نمائندگی کرنے والی کانفرنس کی نگاہوں میں بھی قادیانیت قطعی کفر، دجل و تلبیس، اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف یہودیوں اور سامراجیوں کی کٹھ پتلی ایک اسلام دشمن تحریک ہے۔ دیکھئے اس اجماع کے بارہ میں مرزائیوں کے کذاب ملہمین کیا کہتے ہیں۔؟ مگر اس سے قطع نظر اسلامیانِ عالم اور ان کے ذمہ دار افراد کو بیت اللہ سے اٹھنے والی یہ آواز جھنجوڑ رہی ہے۔ کہ تاجدارِ مدینہؐ کی عصمت خلعت ختمِ نبوت کو تار تار کرنے کی سعی ناکام کرنے والے ذلیل ہاتھ کب تک دنیائے اسلام کی غیرت کو للکارتے رہیں گے۔

اس تاریخی قرارداد (جس کا عربی متن شریک الحق ہے) میں قادیانیت کو عالمِ اسلام کیلئے سب سے مضر اور بدترین خطرہ قرار دیا گیا ہے اور جسے کانفرنس کے ایجنڈا میں پہلے نمبر پر جگہ دی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے

قرارداد

قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے۔ جو اپنی اغراضِ خبیثہ کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادوں کو ڈھانا چاہتا ہے۔ اسلام کے قطعی اصولوں سے اسکی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے:

الف :- اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرنا۔

ب :- قرآنی آیات میں تحریف۔

ج :- جہاد کے باطل ہونے کے فتوے دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اس نے اسے پروان چڑھایا وہ سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دیکر مسلمانوں کے مفادات سے غداری کرتے ہیں۔ اور ان طاقتوں کی مدد سے اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف و تبدیل اور بیخ کنی کیلئے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً :

الف :- دنیا میں مساجد کے نام پر اسلام دشمن طاقتوں کی کفالت سے ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

ب :- مدارس، سکولوں، یتیم خانوں اور امدادی کیمپوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کی مدد سے ان ہی کے مقاصد کی تکمیل۔

ج :- دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت وغیرہ۔

ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس میں متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ :

دنیا بھر کی ہر اسلامی تنظیم اور جماعتوں کا فریضہ ہے: کہ وہ قادیانیت اور اسکی ہر قسم اسلام دشمن

سرگرمیوں کی ان کے معابد، مراکز، یتیم خانوں وغیرہ میں سخت نگرانی کریں اور ان کے تمام درپردہ سیاسی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں۔ اور اس کے بعد ان کے پھیلائے ہوئے جال، منصوبوں، سازشوں سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے انہیں پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ نیز

(الف) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے۔ کا اعلان کیا جائے اور یہ کہ اس وجہ سے انہیں مقامات مقدسہ حرمین وغیرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جا سکے گی ـــــ مسلمان احمدیوں سے کسی قسم کا معاملہ نہیں کریں گے۔ اور اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ ہر میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائیگا۔ ان سے شادی بیاہ کے ناطے نہیں کئے جائیں گے۔ نہ مسلمانوں کے مقبروں میں انہیں دفنایا جائیگا۔ الغرض ہر طرح ان کے ساتھ کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

(د) کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ وہ قادیانیوں کے ہر قسم سرگرمیوں پر پابندی لگائیں ان کے تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے۔ اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی ذمہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

(ہ) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے۔ اور ان کے تمام تراجم قرآن کا شمار کرکے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا انسداد کیا جائے۔

ہم اس اہم قرارداد پر ایک بار پھر جلالۃ الملک فیصل المعظم، رابطہ عالم اسلامی مکہ، اور کانفرنس کے تمام شرکاء اور مندوبین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے عالم اسلام بالخصوص اپنی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس قرارداد کو یہاں کے چند "ملاؤں کی بڑ" قرار دینے کی بجائے اس کی اہمیت، دوررسی اور گہرائی پر غور کرتے ہوئے سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق
۲ مئی ۷۴ء

دارالعلوم حقانیہ کے طلباء سے

جناب اے کے بروھی کا خطاب

۲۸ر اپریل ۱۹۷۰ء کو ملک کے ممتاز اور مایہ ناز ماہر قانون جناب اے۔ کے بروھی صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ مقصد تشریف آوری حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی ملاقات تھی۔ نہایت مخلصانہ جذبات عقیدت کے ساتھ آپ کئی گھنٹے دارالعلوم میں رہے۔ حضرت مدظلہٗ سے دینی وعلمی مجلسیں رہیں دارالعلوم کے کئی شعبوں کا معائنہ بھی کیا۔ طلبہ نے اس موقعہ پر بروھی صاحب سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے ارشادات سے انہیں محظوظ فرمائیں۔ چنانچہ محترم بروھی صاحب نے حسب ذیل عالمانہ اور عارفانہ تقریر میں وقت کے اہم مسائل پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ حضرت شیخ الحدیث نے اس تقریب میں جناب بروھی صاحب کے علم وفضل قانونی مہارت کے ساتھ ساتھ اسلامی جذبات اور اسلام کی ترجمانی کے مساعی کو سراہا اور بروھی صاحب سے فرمایا کہ آپ جیسے جدید تعلیم یافتہ حضرات اگر اسلامی قانون کی قدر وقیمت کو غیروں کے سامنے نمایاں کرتے رہیں گے۔ تو علماء سے زیادہ اچھے نتائج سامنے آسکیں گے۔ آپ لوگ اسلام کی حقانیت ثابت کر کے اتمام حجت کر سکتے ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ آپ اسی جذبہ اسی جرأت اور صراحت کیساتھ اسلام کی ترجمانی کرتے رہیں۔ ــــ ادارہ ــــ

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) حضور والا! میں حضور (مولانا عبدالحق مدظلہٗ) کی خدمت میں صرف قدمبوسی کا شرف حاصل کرنے حاضر ہوا تھا۔ اور یہ میری زندگی کا ایک نہایت تاریخی دن ہے۔ اور مدتوں کی آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ مگر مجھے خیال نہیں تھا۔ کہ میرے اوپر یہ حکم بھی نافذ ہوگا۔ کہ چند کلمات پیش کر سکوں ـــ مگر الامر فوق الادب۔ کے ماتحت اور یہ کہ اب اطاعت کے درجے حاصل کر سکوں۔ صاحب کے

حکم پر چند کلمات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری مادری زبان سندھی ہے۔ اور تعلیم ساری انگریزی میں ہوئی تو خیالات جو وارد ہوتے ہیں۔ انگریزی کا جامہ پہن کر، تاہم کوشش کروں گا کہ انہیں اردو کا جامہ پہنا سکوں۔

سب سے پہلی بات میرے نقطۂ نظر سے یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کا آغاز اقراء سے ہوتا ہے۔ یعنی پڑھ۔ پہلا امر امت مسلمہ کے لئے — پڑھ — نافذ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شان نزول کے لحاظ سے —— ن والقلم وما یسطرون۔ نون دوات کو کہا جاتا ہے۔ یعنی قلم اور دوات شاہد ہے جس سے وہ لکھتے ہیں۔ تو پہلی بات پڑھنے اور دوسری بات لکھنے کی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کتاب پر جو لکھی ہوئی تقدیر نے کر ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ یتلوا علیہم تا آخر حضور نبی کریمؐ کا کام تھا۔ اور یہ باتیں بنیادی طور پر حضورؐ کے ذمہ تھیں۔ تو قرآن میں ہے کہ: وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

حضورؐ جو باتیں کرتے ہیں۔ دماغ سے نہیں۔ بلکہ جو اس کو تبلائی گئی ہے وہی کرتا ہے۔ اور آج کل کے مسلمان سمجھتے ہیں کہ پیغمبر بھی ہمارے جیسے انسان ہوں گے۔ جو دماغ میں آیا اسے پیش کیا ہوگا۔ اور انسان تو خطا کا گھر ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ان انبیاء سے بھی جو انسان تھے، ان سے بھی بھول ہو گئی ہو۔ آج کل عوام الناس کا تصور یہی ہے کہ خدانخواستہ کچھ چیزیں حضورؐ نے ٹھیک بتائی ہوں گی۔ وہ تو ٹھیک ہیں۔ اور قابل عمل۔ اور معاذ اللہ کچھ ٹھیک نہیں ہوں گی، تو اس سے درگذر کریں گے۔

حالانکہ یہ لغویات باتیں ہیں یہ قطعی کفر ہے۔ کہ ہم حضورؐ کے قول میں اور باتوں میں ایسی تقسیم کی لکیر کھینچیں یا یہ کریں کہ ہمیں ان کی بتائی ہوئی بعض باتوں کو ماڈرنائز کرانا ہے۔ یہ ایک اسلامی تصور نہیں۔ انسانی ارتقاء اور علمی ترقی کے ساتھ اسلام میں ترمیم کرانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ تبلانے آیا ہوں۔ کہ ایسی باتیں عقیدہ کے لحاظ سے غلط ہیں۔ کیونکہ حضورؐ جو بتاتے ہیں۔ اپنی نہیں بلکہ خدا کی تبلائی ہوئی بات تبلاتا ہے۔ اور تا قیامت ان کی باتوں میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ یہ قرآن سارے کرۂ ارضی کے لئے ہر وقت اور ہر دور کیلئے ہمارے سامنے ہے۔ اور ہماری ہدایت کرتا ہے۔ ھدی للمتقین۔

اسلام کو ماڈرنائز کرنا، یا اس میں ترمیم کی باتیں کرنا قطعاً غیر اسلامی تصور ہے

دوسرا کام حضورؐ کے ذمہ یزکیہم تھا کہ ان کو پاک و طاہر بناؤ۔ نزول قرآن کے بعد قرآن کا ماٹو یہ تھا کہ: لا یمسہ الا المطہرون۔ کہ ناپاک لوگ اسے چھو نہیں سکتے، ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ یہ تو ظاہری ناپاکیوں کے بارہ میں تھا۔ اور دوسرا معنی آیت کا یہ ہے۔ کہ اسے کوئی ایسا شخص نہیں سمجھ سکے گا۔ جس کے قلب میں طہارت نہ ہو سمجھنا بھی

چھوتا تھا۔ اس نے سمجھ کو بھی باطنی پاکیزگی پر موقوف کر دیا۔ کہ جب تلک قلب سلیم نہ ہو۔ یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی۔ فرمایا کہ یہ کتاب فہم قرآن باطنی پاکیزگی پر موقوف ہے۔ جو قیامت تک آپ کی ہدایت اور آپ کی مدد کرتا ہے۔ اس میں باطنی آلودگیوں کی وجہ سے رخنہ پڑ جائے گا۔

پھر اس تزکیہ اور ویزکیھم کی حضورؐ نے دو صورتیں پیش کیں۔ ایک صلوٰۃ اس کا مقصد۔ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ یہ نماز ہمیں پلید چیزوں سے پاک کرتی ہے۔ اور اس سے افضل ترین بات ولذکر اللہ اکبر ہے۔ پھر بھی نماز کا کام طہارت بخشنا ہے۔ یہ یزکیھم کی سب سے اہم کڑی ہے۔ صلوٰۃ میں وضو وغیرہ سے خارجی غلاظتوں سے پاکی آجائے گی۔ اور اندر کی دنیا کو صاف کرنے کا کام خود نماز سے ہوگا۔ دوسری اہم کڑی زکوٰۃ ہے۔ زکّی یزکّی کا مفہوم پاک کرنا ہے۔ یہ پاکی سے ماخوذ ہے۔ اب زکوٰۃ کے متعلق بھی لوگوں کے عجیب تصوّرات ہیں مگر صرف یہ مطلب نہیں کہ چند پیسے ٹکے کسی کو اس لئے دیدو کہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے زکوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ تمہارے کندھوں پر دولت کا جو بوجھ مسلّط ہے یہ لبا اوقات پروردگار کیطرف پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ اس کو پھینک دو، ہلکے ہو جاؤ۔ بوجھ سے کم چلو گے تو رفتار میں کمی آئے گی۔ تو جس مال و دولت کی خاص ضرورت نہیں وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان عجیب وغریب طریقوں سے رکاوٹ بن سکتی ہے۔

—— تو جیسا کہ پرانے طبیب نشتر مار کر کچھ خون جسم سے نکال لیتے تھے تو دولت کے دباؤ سے جو بلڈ پریشر انسان میں آجاتا ہے۔ تو زکوٰۃ اور اللہ کی راہ میں دینے سے اس میں کمی آجائے گی۔ اور قلب میں سکون آجاتا ہے۔ کیونکہ فاسد مادہ نکل جاتا ہے۔ اس لئے قرآن میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے۔ کہ دونوں ویزکیھم کے دو پہلو ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہے: ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ یہاں الکتاب کہا گیا۔ القرآن نہیں۔ اور کتاب کا معنی لغت میں لکھی ہوئی چیز ہے۔ ھو المکتوب —— تو انسان کی تقدیر بھی لکھی گئی ہے۔ جسے انسان صرف عقل و دماغ سے ہرگز پہچان نہیں سکے گا۔ حتیٰ کہ حضور اقدسؐ آکر بتلائیں کہ تمہاری تقدیر کیا ہے۔ اور کیا نہیں۔ اور ویسے تو انسانی جبلتیں حیوانوں کی ہیں۔ مگر حضورؐ کی باتوں سے انسانی ارتقاء ہوتی ہے۔ انسان اپنی حیوانی کیفیتیں پیچھے چھوڑ کر ملکیت کی طرف پرواز شروع کر دیتا ہے۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

اس چھوٹی سی کھوپری میں اس تقدیر کا علم و سمجھ نہیں آسکتا تھا۔ اگر حضورؐ آکر نہ بتلاتے۔ اور اس کی مثال دیتا ہوں۔ اگر رحم مادر میں ایک بچّہ ہے۔ اعضاء ابھی نمایاں نہیں ہوئے۔ اور فرض کریں کہ کسی

طریقہ سے اسے یہ بات سمجھائی جاسکے کہ یہ تمہارے چہرے پر جو دو چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں یہ آئندہ آنکھیں بن جائیں گی اور اس سے تم مختلف الوان اور عجیب وغریب چیزیں دیکھ سکوگے اگر تم نے اس پر دست اندازی کی تو اندھے ہوجاؤ گے۔ سب نعمتوں سے محروم ہوجاؤ گے۔ دوسری دنیا میں گئے تو پھر تجھے ندامت ہوگی تو کیا اس بچے کے مغز میں بصیرت۔ احوال وکیفیات رنگ وروغن الوان واقسام دیکھنے کی بات آسکے گی۔؟ ہرگز نہیں تو حضور اقدس سارے عالم انسانیت سے علیحدہ ہوکر انسان کو ان کی آنے والی زندگی کی تقدیر بتلاتے ہیں۔ کہ تمہیں کہاں جانا ہے کس مقصد کیلئے آئے تھے اور انجام کیا ہوگا۔ مگر یہ باتیں سمجھ میں نہیں آسکیں گی۔ صرف عقل ودماغ کے بھروسہ پر بلکہ اسی پر ایمان لانا ہوگا۔ یقین واعتماد کرنا ہوگا تو انسانیت اس رحم مادر میں محفوظ بچے کی طرح ہے۔ حضور نے کہا یہ زمین تیری ماں ہے۔ اس سے تو نکلا ہے۔ اور پھر تجھے واپس ہونا ہے۔ اس درمیان میں تھوڑا سا وقفہ دیا گیا ہے۔ اسے کس طرح استعمال کرنا ہے۔ الغرض آیۃ الکرسی کی طرح عرش پر یہ بات لکھی گئی کہ انسان کی تقدیر یہ ہے کہ چاہے تو وہ حیوانیت سے بھی بدتر ہوجائے اور چاہے تو ملکیت سے بھی بہتر ——۔

الکتاب سمجھنے کے لئے طہارت کے علاوہ ایک اور چیز کی بھی ضرورت ہے جسکی تعبیر لفظ تقوٰی اور متقی سے کی گئی ہے۔ ھدیً للمتقین۔ یہ متقی کون ہے۔ مفسرین نے یہ معنٰی کیا ہے کہ خدا سے ڈرنا۔ اور یہ معنٰی بھی ایک حد تک بالکل صحیح ہے۔ مگر جو محبت کرے اور جس سے خدا محبت کرے وہ بھی تو متقی ہے۔ تو محبت اور ڈر جمع ہونے والی چیزیں تو نہیں۔ تو درحقیقت متقی وہ ہے۔ جو اپنی جبلتوں کو ھوٰی کو ایک ضابطہ میں لائے —— فرمایا: افرأیت من اتخذ الھہٗ ھواہ —— حیوانی جبلتوں کی خدا کی طرح پرستش۔

حقیقت تقوٰی | رمضان کا مہینہ آتا ہے، تو حکم ہوجاتا ہے۔ کہ حلال چیزوں کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے۔ اب جو شخص قوت ارادی والا ہو اور وہ ان چیزوں سے علیحدہ ہوجائے گا۔ تو وہ تقوٰی کے راستہ پر گامزن ہے۔ روزے کا مفہوم بھی لعلکم تتقون۔ ہے۔ روزے کا مقصد یہ نہیں کہ خدا کی مخلوق خدا کی ان چیزوں کو چھوڑ دے جو خدا نے انسان ہی کیلئے بنائی ہیں۔ بلکہ اس ذریعہ سے حیوانیت کی کیفیات کو ایک ضابطہ میں لانا اس کو قفل لگانا ہے۔ اور وہ یہ جتلاتا ہے۔ کہ میں صرف حیوان نہیں ہوں سلف کنٹرول کرسکتا ہوں۔ یہی تقوٰی کا معنی ہے۔ اور لوگوں نے عید کا معنی بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ ۳۰ روزے ختم ہونے کے بعد ہر بات مباح ہوگئی ہے۔ کہ جو بھی اس دن کرنا ہے۔ اب۔ آج کے دن ہی کرلیں، کہ گویا اسلام

نے اجازت دی ہے ___ معلوم نہیں کہ یہ کونسا اور کیسا اسلام ہے جسے لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ جبکہ عید کا مطلب تو یہ تھا کہ اب ۳۰ روزوں کے ختم ہونے کے بعد آج ۳۰ دنوں والے احکام نہیں مگر خدا تمہیں آزماتا ہے۔ یہ امتحان کا دن ہے کہ تربیت کا کچھ فائدہ اور اثر ہوا یا نہیں، اب اس کی حالت کیا ہے۔؟ وہی ہے جو پہلے تھی۔ یا اس میں اخلاقی طور سے کچھ تبدیلی آئی اور یہ معاشرہ میں آج کے دن کیا کردار ادا کرتا ہے۔ عید عاد یعود سے یعنی لوٹنا۔ اس میں رمضان کے بعد لوٹنے والی بات ہوتی یا تبدیلی آگئی اور اس میں تیس روزوں کے بعد قوت ارادی اتنی بڑھ گئی کہ اب لغویات اور ممنوعات سے کنارہ کشی کر سکتا ہے ___

اسی طرح حج ہے جو عالم اسلام کی اجتماعی زندگی کا بہترین مظاہرہ ہے۔ یورپ افریقہ ایشیا سے آنے والے سب الگ الگ کپڑے اتار کر ایک ہی لباس مرنے کے بعد کفن والی حالت میں بھائی بھائی ہو کر اکٹھے ہو کر طواف کرتے ہیں۔ یہ ہے حج ___ تو اگر ہمارے اوپر تقویٰ کا قاعدہ حاوی نہ ہو تو بھائی کو بھائی کہنے سے قاصر ہو جائیں گے۔ اس باہمی رواداری اور حسن سلوک کیلئے رمضان نے تیار کیا کہ اب حج کی شکل میں اپنی برادری کا سب سے بہتر ثبوت پیش کر سکیں۔

• **اصلاح معاشرہ میں دیگر ازموں سے اسلام کا موازنہ**

آج کا نعرہ یہ ہے کہ ایک ہو جاؤ۔ اور نیک ہو جاؤ۔ ایک کرنے کے بعد نیک ہو جانے کا طریق کار۔ کیمونزم، میٹریلزم، سوشلزم وغیرہ کا ہے۔ وہ پہلے ڈنڈے سے ایک کرواتے ہیں۔ نہ ہوگے تو یہ سزا ہوگی۔ اور پھر اس کے بعد خود بخود نیک ہو جائیں گے۔ مگر اسلام کا طریق کار اس کے برعکس ہے وہ پہلے تزکیہ کراتا ہے۔ نیک بناتا ہے۔ یعنی اسلام معاشرہ کی تطہیر کی بنیاد نیکی پر رکھتا ہے۔ ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ صالحین کا لفظ بہت دہرایا جاتا ہے۔ پھر ایک ہونے کا مرحلہ خود بخود آجاتا ہے۔ سارے عالم انسانی کو نفس واحدہ کہا گیا۔ حج میں اسی کا مظاہرہ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کا منظر سامنے آتا ہے۔

حکمت، فقہاء اور تدوین قوانین

اس کے بعد نبی کے فرائض میں تعلیم کتاب کے بعد تعلیم حکمت ہے۔ والحکمۃ اور حکمت کا سلسلہ تو اتنا طویل ہے کہ کوئی انسان اس چھوٹی سی زندگی میں اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ حضور کا کام یہ بھی تھا کہ امت کو حکیم بنا دے۔ سمجھ والا۔ دانشمند۔ قرآن کے محکمات پر عمل پیرا ہونے سے متشابہات کے علم و فہم بھی آسکے گا۔ ورنہ قرآن کے مخفی خزائن کا علم حکمت کے بغیر کبھی نہیں آسکے گا۔ ہمارے فقہاء امام ابوحنیفہ وغیرہ اسی حکمت سے کام لیا۔ حضورؐ کے احکام اور حضورؐ کی لکھائی ہوئی حکمت سے کام لیتے ہوئے اور سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام وغیرہ نے عالم انسانی کو تربیت دی اور

اس قانون کو ایسا پیش کیا کہ قانون کے تحت ایک معاشرہ پیدا کیا جائے۔ یہ فقاہت حکمت ہے۔ اور قرآن میں فرمایا گیا ۔۔۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ کہ وہ اقوام جو اسلام کے دائرہ میں ابھی داخل نہیں ہوئے۔ اور امیین کے بعد جو آئیں گے ان کا بھی اس دانشمندی اور فقاہت میں اندراج ہو گیا کہ وہ بھی قرآن وحدیث کے سرچشموں سے فقاہت وحکمت کے ذریعہ مستفید ہوں گے۔

حضور کے بعد کسی اور نبی کا تصوّر بھی تکمیل دین کے منافی ہے

تو مذہب اسلام صرف حضورؐ کے زمانہ میں نہیں بلکہ ان کے بعد والوں کے لئے بھی دروازے کھلے رکھتا ہے۔ اور اس کے بعد ذلک فضل اللّٰہ - فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ پوری انسانیت کیلئے۔ الغرض اسلام پہ مجموعی طور سے ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی چیز ہے۔ اس میں تغیر وتبدیل ترمیم وغیرہ کا حق کسی کو نہیں۔

پھر حضورؐ کا کام اور فرائض اسکی وسعت اور قیامت تک اس کے اثرات اس لئے کہ حضورؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور جو بھی نئے مسائل اور نئے تقاضے پیدا ہوں گے۔ اس کا حل حضورؐ کی حکمت سے کریں گے۔ اور یہ کہ حضورؐ کی نبوت ابدی ہے۔ ان کے بعد اسلام کے دائرہ میں آنے والوں کو حضورؐ ہی کی حکمت سے روشنی ملے گی۔

حضرات! میں نے حضرت مولانا کی اطاعت کی ہے۔ اور کچھ کہا ہے۔ مگر میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مجھے ہمت نہیں کہ میں ان صاحب (حضرت شیخ الحدیث مدظلہ) کے سامنے کچھ عرض کر سکوں اتنا عرض ہے کہ حضورؐ نبی کریم کے اور ان کے دین کے بارہ میں کہا گیا کہ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اب اگر حضورؐ کے بعد بھی کوئی دوسرا پیغمبر آسکے گا۔ تو خدا کے لئے مجھے بتلائیے کہ کاہے کیلئے آئے گا۔ اسکی ضرورت کیا ہے جب کہ دین ہر طرح مکمل ہو چکا ہے۔ تو یا تو خدانخواستہ اکملت لکم دینکم غلط ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو پھر دو تین اور پیغمبر شوق سے کھڑا کیجئے۔ لیکن اگر تکمیل ہے تو کسی اور کو کھڑا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

طلب علم پر مبارکباد

حضرات! آپ لوگ یہاں طلب علم میں لگے ہوئے ہیں۔ طلب علم حضورؐ کا سب سے پیارا کام تھا۔ امت کو تلقین کی کہ اطلبوا العلم ولو بالصین۔ چاہے تمہیں اس کے لئے دور دراز تک کیوں نہ جانا پڑے اور فرمایا کہ: من المھد الی اللحد - مہد سے لحد تک علم حاصل کرو۔ اور آخر تک آپ کی دعا ہے کہ رب زدنی علما۔ تو میں اس اہم کام پر آپ لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔

مولانا شمس الدین کے خونِ شہادت سے گلستانِ محمدی میں شادابی آئیگی

مرزائی پاکستان میں دوسرا فلسطین بنانا چاہتے ہیں

مولانا شمس الدین مرحوم کے بارہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کیطرف سے نوشہرہ کے اقبال پارک میں ایک کل جماعتی جلسہ ہوا جس کے آخر میں صدر جلسہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اکوڑہ خٹک نے حسب ذیل صدارتی تقریر فرمائی، اس پر مقامی پولیس نے صوبائی حکومت کی اجازت سے مولانا مدظلہٗ کے خلاف مقدمہ درج کر دیا اور وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے نیز اسی جلسہ میں مدیر الحق کی تقریر پر بھی یہی کارروائی کی گئی۔ (ادارہ)

حضرت مولانا شمس الدین صاحب مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ جلسہ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مولانا شمس الدین مرحوم کی روح وہی پکار رہی ہوگی، جو حضرت خبیب رضی اللہ عنہٗ کی پکارتی تھی۔ کہ ؎

ولست ابالی حین اقتل مسلماً بایۃ شق کان فی اللہ مصرع

کہ اب کوئی پرواہ نہیں کہ سڑک کے جس کنارہ میری لاش پھینک دی جائے۔ بلکہ بڑی خوشی ہے کہ اللہ کے نام پر اس کے راستہ میں جان دے دی اور ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بلکہ کہا ہوگا کہ فزت و رب الکعبہ مولانا مرحوم نے ہم سب کیلئے نمونہ پیش کیا کہ اسلام کے لئے اپنی جان کو قربان کر لینا کوئی بات نہیں۔ اس راہ میں کسی لالچ کسی دباؤ میں ہرگز نہیں آنا چاہئے ۔۔۔ مولانا تو شہید ہو کر کامیاب ہو گئے ہماری تاریخ یہی ہے۔ ہمیں یہی سبق دیا گیا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۔

حضورؐ نے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشگوئی کی۔ یہ دعا نہ کی کہ یہ سخت وقت ان پر نہ آئے۔ پھر یہ سب ایک ایک شہید ہوئے۔ حضرت حسینؓ ظلم کے سامنے سپر انداز نہ ہوئے اسلام کو زندہ کر دیا کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ آج مولانا کے خونِ شہادت سے بھی گلستانِ اسلام اور چمنِ محمدی میں سرسبز و شادابی آئے گی۔ دشمن حق کا چراغ بجھانا چاہتا ہے۔ مگر ؏

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

اسلام قربانی چاہتا ہے۔ اور اسلام کے صدقے اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ دیتا ہے۔ ایسے نوجوان مجاہد عالم اور مجسمہ جرأت و ہمت سے ہمارا محروم ہو جانا باعث افسوس ہے۔ اگر ظلم کے خلاف ہم آواز نہ اٹھائیں اور ظالم کے ہاتھ مضبوطی سے نہ روکے گئے تو سارے ملک کی تباہی کا خطرہ ہے۔ جہاں ایسے ظلم ہوں اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ ہم حکومت سے کہیں گے کہ یہ معاملہ تساہل کا نہیں اس میں دین کا پہلو بھی ہے۔ اگر تساہل ہوا تو یہ حکومت کے حق میں مناسب نہیں ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ دین کے دفاع اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لاکھوں مسلمان شمس الدین بن کر نمودار ہوں گے۔

مولانا مدظلہٗ نے کہا کہ ملک میں مرزائیت کے اثرات بڑھ رہے ہیں۔ جیسا عرب کے لئے اسرائیل فتنہ بنا ہوا ہے۔ یہی حالت ہمارے ہاں قادیانیت کی ہے۔ یہاں مرزائی بھی الگ اسٹیٹ بنا کر دوسرا فلسطین بنانا چاہتے ہیں اور خاص نظر بلوچستان پر رہتی ہے۔

مولانا نے کہا کہ ملک میں امن وامان قائم رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جدید زبانوں سے عربی ماخذ

(۴)

جناب مصطفےٰ عباسی۔ ایم۔ اے۔ (مری)

راج / راجہ " خالص ہندی نظر آتا ہے۔ مسلمان حکمران، بادشاہ، سلطان اور نواب کہلاتے رہے ہیں۔ لیکن راجہ یا مہاراجہ کہلانا پسند نہیں کیا۔ اس لئے کہ "راجہ" کا لفظ اپنی وضع قطع کے اعتبار سے ہندو معلوم ہوتا ہے۔

اہل یورپ نے ہندی کے "راجہ" سے جو دراصل سنسکرت کا "راج" ہے۔ بہت سے کلمات بنائے ہیں۔ انگریزی کلمات REGAL (ریگل) یعنی شاہانہ یا شاہی REGENT (حکومت کرنا) REGIM (حکومت) اور REIGN (رین) یعنی حکومت، اقتدار، قبضہ کے بارے میں علمائے لسانیات کا یہی خیال ہے کہ ان کا ماخذ سنسکرت کا کلمہ RAJ (راج) ہے انگریزی کا ROYAL (شاہی) اور فرانسیسی کا ROYAL جس کا تلفظ "رائے" ہے۔ نیز سپینش کا REAL پرتگالی کا REAL اور اطالوی کا REALE سنسکرت کے RAJ (راج) سے ماخوذ ہیں۔ یورپ کی بہت سی زبانوں میں "J" "ے" کی آواز دیتا ہے۔ اس طرح RAJ کا تلفظ "رائے" بن جاتا ہے۔ اور ہندی کی معرفت "راج" کا دوسرا روپ "رائے" اردو میں بھی مستعمل ہے۔ (رائے بہادر اور ایم۔ این رائے وغیرہ) جو ناموں کے ساتھ بطور خطاب یا لقب آتا ہے۔

جدید لسانیات کے ماہرین کا خیال ہے کہ REGION (ریجن) یعنی علاقہ، زمین یا رقبہ اور REGIMENT (رجمنٹ) یعنی فوجی دستہ یا لشکر بھی RAJ ہی سے مشتق ہیں۔ جس طرح ملک سے مملکت سلطان سے سلطنت، بادشاہت سے بادشاہت یا دولت سے دولہ اور شاہ دولہ کے الفاظ معمولی مناسبت سے بنے ہیں۔ اسی طرح RAJ سے REGION اور REGIMENT وغیرہ کلمات بنائے گئے ہیں۔ RAJ کے اصل مفہوم میں اقتدار، غلبہ، قوت اور حکومت وغیرہ

کے تصورات شامل ہیں REIN (رین) لگام اور RETAIN (رٹین) یعنی قابو میں رکھنا بھی اسی RAT سے ماخوذ مانے گئے ہیں۔ ایک قدم اور آگے جائیں جو RIGHT حقوق اختیارات اور قدرت بھی اہل یورپ کے ہاں سنسکرت کے کلمہ RAJ سے مشتق ہے۔ گویا REAL - ROYAL - REGAL اور REGION وغیرہ مختلف زبانوں کے درجنوں کلمات کا ماخذ سنسکرت کا لفظ RAJ ہے۔

آئیے اب سنسکرت کے RAJ کا ماخذ تلاش کریں۔ عربی میں ہمیں ایک لفظ "راز" ملتا ہے۔ جس کے معنی ہیں معمار یا معماروں کا سردار مزید غور فرمائیں تو "راس" عربی میں سب کا جانا پہچانا لفظ موجود ہے۔ جو "رئیس" یعنی سردار کا ماخذ ہے۔ "س" کا "ز" سے بدل جانا اس قدر واضح اور معروف امر ہے کہ اس کے بیان اور اس پر دلائل پیش کرنا وقت کا ضیاع ہے۔ "س" اور "ز" ایک ہی مخرج کے حروف ہیں۔ جدید زبانوں میں s (س) z (ز) سے بکثرت بدل جاتا ہے۔ انگریزی کا IS (اِز) اور HAS (ہیز) کون نہیں جانتا؟ جہاں s (س) z (ز) کی آواز دے رہا ہے۔ اسی طرح عربوں نے اپنے ہی لفظ "راس" کے "س" کو "ز" سے بدل کر "راز" بنا لیا ہے۔ "راس" مطلق سردار تھا۔ اور "راز" میں ظاہری تبدیلی کے ساتھ ساتھ معنوی تبدیلی بھی واقع ہوئی ہے۔ یعنی معماروں کا سردار گویا عربی کے "راس" سے عربی ہی کا ایک دوسرا لفظ "راز" بنا ہے۔

اب آپ "راز" کو لیکر ایک قدم آگے چلیں اور غور فرمائیں کہ ہندوستان کی قدیم اور جدید اقوام ذ۔ ز۔ ض۔ اور ظ کے تلفظ کی ادائیگی میں دقت محسوس کرتی ہیں۔ چنانچہ ہندی اور سنسکرت کے حروف ابجد میں ذ۔ ز۔ ض۔ اور ظ کی آواز کے لئے کوئی حرف ہی نہیں۔ فارسی، عربی کے ایسے کلمات جن میں ذ۔ ز۔ وغیرہ حروف ہیں۔ ان کے تلفظ میں اہل ہند "ج" کا سہارا لیتے ہیں۔ اور نماز کو "نماج" حضرت کو ہجرت۔ روزہ کو روجہ۔ ظلم کو جلم اور ذات کو جات بولتے اور لکھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جن لوگوں کی زبان سنسکرت تھی اور جو لوگ آجکل ہندی یا اسکی اخوات زبانیں بولتے ہیں۔ وہ "ز" کی جگہ "ج" بولتے اور لکھتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ عربوں نے "راس" سے "راز" بنایا تھا۔ تو سنسکرت والوں نے اس "راز" کی شکل بدل کر "راج" بنا لیا ہے۔

یہ صرف ہمارا قیاس ہی نہیں اردو لغت کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں اس میں "راج" کا لفظ معمار کے معنوں میں ملے گا۔ اور عربی میں "راز" کے معنی معماروں کے سردار کے ہیں۔ حاصل یہ کہ عربی کا لفظ "راس" جو رئیس یعنی سردار کا ماخذ ہے۔ خود عربوں کے ہاں "راز" یعنی معماروں

کا سروار بن گیا۔ راز کی "ز" سنسکرت میں "ج" سے بدل گئی اور اس طرح "راز" سے "راج" یعنی معمار بن گیا۔ اور حکمران ایک قسم کا سوشل معمار ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے راج اور راجہ کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ اور یورپ والوں نے راج (RAJ) سے درجنوں کلمات بنائے ہیں۔

یاد رہے کہ یورپ کی جدید زبانوں کے جن کلمات کا ماخذ ہم نے RAJ بتایا ہے۔ یہ ہمارا دعویٰ نہیں، علم لسانیات کے یورپی ماہرین کا اپنا خیال یہی ہے۔ ہم نے صرف یہ کہا ہے کہ RAJ کا ماخذ عربی کلمہ "راز" اور "راس" ہے۔

بادشاہ | بادشاہ فارسی زبان کے دو کلموں یعنی "باد" اور "شاہ" سے مرکب ہے۔ پہلا کلمہ دعائیہ ہے۔ یعنی خدا کرے شاہ زندہ رہے۔ ہندی میں بادشاہ کا لفظی ترجمہ "جے راج" یا "جئے راجہ" ہو سکتا ہے۔ عربی میں بادشاہ کا ترجمہ الملک مدظلہ۔ یا طال عمرہٗ سے کیا جا سکتا ہے۔ فارسی زبان کا ذخیرہ الفاظ آرامی زبان کا ممنون ہے۔ بیشمار کلمات آرامی سے فارسی میں آئے ہیں۔ آرامی میں ایک لفظ "مُلکا" (MALKA) ہے۔ جس کے معنیٰ ملک۔ انگریزی میں KING کے ہیں۔ اور تلفظ "بادشاہ" ہے۔ اسی طرح آرامی میں ایک دوسرا کلمہ "ملکان ملکا" (MALKAN MALKA) ہے۔ جس کا معنیٰ ہے "بادشاہوں کا بادشاہ" عجیب بات یہ ہے کہ آرامی کا لفظ ملکا (MALKA) تحریر (لکھائی) کے اعتبار سے بالکل عربی ہے۔ لیکن اس کا تلفظ غیر عربی ہے۔ یعنی "بادشاہ" لکھائی اور تلفظ میں اس اختلاف کا باعث آرامی زبان کے حروف تہجی کی کثرت ہے۔ چینی زبان کی طرح آرامی زبان کے حروف تہجی ایک ہزار کے قریب ہیں۔ گویا آرامی زبان کی تحریر ایک قسم کی تصویری تحریر ہے۔ چینی زبان میں بیشمار کلمات ملتے ہیں۔ جن کی تحریر اور لفظ میں تضاد پایا جاتا ہے۔ مثلاً چینی زبان میں ایک کلمہ۔ 彳۔ ہے۔ جس کا تلفظ CHE (چے) ہے اور معنیٰ ہیں "بایاں"۔ دوسرا کلمہ۔ 亍۔ ہے۔ اس کا تلفظ CHU (چو) ہے۔ اور معنیٰ ہیں "دائیاں"۔ ان دونوں کلموں کا مرکب۔ 彳亍۔ ہے۔ اور تلفظ بجائے "چے چو" (CHE CHU) کے SHYING (شینگ) ہے۔ یعنی تحریر ہے "چے چو" اور تلفظ ہے "شینگ"۔ چینی زبان میں تحریر اور تلفظ میں اختلاف کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔ 木 کا تلفظ "مو" (MU) اور 木木 کا تلفظ بجائے "مومو" (MU MU) کے لِن (LIN) ہے۔ اب اگر کوئی محقق چینی کے کلمہ "لِن" (LIN) کا ماخذ تلاش کرنا چاہے تو ممکن ہے وہ لِن (LIN) کو "ل۔ ن" میں تلاش کرتا رہے۔ اور وہ مو (MU) "م۔ و" میں مضمر ہو۔ اور بات ہے بھی یہی چینی زبان میں لِن (LIN) کے معنیٰ ہیں جنگل اور عربی میں موات جنگل بیابان اور غیر آباد

علاقہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بظاہر چینی زبان کے لِنْ (LIN) اور عربی کے "موات" میں کوئی ربط نہیں۔ لیکن جب یہ معلوم ہو جاتے کہ لِنْ کی اصل صورت "مومو" ہے۔ تو بادنیٰ تامل ذہن "موات" کی طرف چلا جاتا ہے۔

ہمارا مقصد قارئین کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا تھا کہ بعض اوقات لفظ تحریر میں کچھ ہوتا ہے۔ اور تلفظ میں کچھ اور۔ اس قاعدے کے مطابق فارسی کا بادشاہ آرامی کا "ملکا" ہے۔ اور فارسی کا شاہنشاہ آرامی زبان کا "ملکان ملکا" ہے۔ آرامی زبان ایک قسم کے تصویری خط میں لکھی جاتی تھی۔ اور وہ لوگ لکھتے "ملکا" اور پڑھتے "بادشاہ" تھے۔ فارسی والوں نے "ملکا" کے تلفظ کو اپنے حروف تہجی میں لکھا تو یہ بادشاہ بن گیا۔ جو دراصل آرامی کا "ملکا" اور عربی کا مُلک تھا۔ گویا فارسی کے لفظ بادشاہ کا ماخذ عربی کا کلمہ ملک ہے۔

یورپ کی جدید زبانوں میں بادشاہ کیلئے حسب ذیل الفاظ ہیں۔ انگریزی میں KING (کنگ) فرانسیسی میں ROI (رائے) سپینش میں REY (رائے) پرتگالی میں REI (رائی) اطالوی میں RE (ری) اور جرمنی میں KONIG (کونیگ یا کنگ) انگریزی اور جرمنی کے علاوہ باقی زبانوں کے کلمات سنسکرت کے RAJ سے ماخوذ ہیں۔ اور RAJ کا ماخذ "راج" کے عنوان میں بنایا جاچکا ہے کہ عربی کا "راز" ہے۔ جو ابتدائی صورت میں "راس" تھا۔ انگریزی کا KING اس صورت اور معنوں میں تو عربی نہیں نظر آتا۔ لیکن ROYAL جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ RAJ کی معرفت عربی کے "راز" اور "راس" ہی کی ایک صورت ہے۔

لسانیات کے علماء نے اس امر کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ کہ بعض اوقات ایک ہی لفظ کے حروف آگے پیچھے کرکے ایک دوسرا لفظ بنالیا جاتا ہے۔ سب اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ عربی کا لفظ اَم (ماں) اور ما (پانی) دونوں ایک ہی لفظ ہیں۔ بچے کی زبان پر "ام" اور "ما" کے الفاظ بار بار آتے ہیں۔ اور وہ دونوں کو کم و بیش ایک ہی مقصد کیلئے استعمال کرتا ہے۔ پیاس اور ممتا کی صعبت دونوں حالتیں اضطراری طور پر بچے سے ما۔ ما۔ یا ام۔ ام کے کلمات کہلواتی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ما پانی کے لئے اور ام ماں کیلئے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق عربی کا "راس" فارسی میں "سر" بمعنی سردار حکمران یا مالک کے معنوں میں استعمال ہونے لگ گیا ہے۔ انگریزی میں یہی راس (سر) SIR کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور روسی میں فارسی کا سردار "سودار" (SUDARE) بن گیا ہے۔

نوٹ:۔ روسی زبان دوسری سلاو زبانوں کی طرح "سلاوی" حروف تہجی میں لکھی جاتی

ہے۔ چونکہ "سلاوی" حروف تہجی ہمارے قارئین کرام کیلئے معروف نہیں اس لئے ہم روسی کلمات کو رومی حروف تہجی میں لکھتے ہیں۔ سلاوی حروف تہجی میں "سودار" کی صورت یہ ہوگی CYIIAPb حاصل کلام یہ کہ :۔

۱۔ فارسی کا بادشاہ آرامی کا ملکا ہے۔ جو عربی میں ملک ہے۔

۲۔ جدید یورپیائی زبانوں کے کلمات ROI - REY وغیرہ سنسکرت کے کلمہ RAJ سے ماخوذ ہیں۔ اور یہ (RAJ) عربی کے کلمہ "راز" سے ماخوذ ہے۔

۳۔ فارسی کا "سر" عربی کے راس کی الٹی ہوئی صورت ہے جس طرح عربی میں ما۔ ام کی الٹی ہوئی صورت ہے۔

۴۔ انگریزی کا "سر" (SIR) فارسی کا "سر" ہے۔ جو عربی میں "راس" ہے۔

۵۔ روسی زبان کا سودار (SUDARE) فارسی کا سردار ہے۔ جو عربی میں راس ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ایک وضاحت | راقم اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری خیال کرتا ہے۔ کہ یہ معروضات حرف آخر نہیں ہیں۔ خدا اور رسول کی بات کی علاوہ دنیا میں کسی کی کوئی بات بھی حرف آخر نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ راقم جیسا نالائق طالب علم اس قسم کا خیال ذہن میں لائے۔ دراصل لسانیات اور خاص کر ماخذ کی تلاش کا علم ایک سائنس ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس بارے میں جس قدر غور و فکر سے کام لیا جائے نئی نئی باتیں اور خیالات سامنے آتے ہیں۔ راقم کا مقصد ان معروضات سے ایک یہ بھی ہے کہ "الحق" کے قارئین کرام جو زیادہ تر عربی زبان سے محبت وعقیدت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اس عنوان پر سوچنا اور تحقیق کرنا شروع کر دیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ راقم عام طور پر جدید لسانیات کے علماء اور ماہرین کی تحقیقات کی تردید نہیں کرتا۔ گو ان کی تردید کرنا نہ تو ناممکن ہے۔ اور نہ ہی گناہ یا بے ادبی کی بات ہے۔ بلکہ بعض مواقع پر تردید ضروری اور فرض ہو جاتی ہے۔ تاہم راقم اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط کرتا ہے۔ دراصل جدید لسانیات کے ماہرین عام طور پر الفاظ کی تحقیقات اور ان کے مادوں اور ماخذوں کی تلاش میں سنسکرت، لاطینی، عبرانی، آرامی اور یونانی وغیرہ زبانوں تک چل کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ROYAL وغیرہ کلمات کی تحقیقات میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ تمام کلمات کو سنسکرت کے RAJ (راج) تک پہنچا کر چھوڑ دیا ہے۔ راقم کوشش کرتا ہے۔ کہ ان حضرات کی تحقیقات

کو دو قدم آگے بڑھا کر عربی تک پہنچا دے۔ قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ ان ماہرین لسانیات نے ROYAL کو صرف R کی نشانی سے سنسکرت کے RAJ تک پہنچا دیا ہے۔ لیکن ان کی نظر RAJ سے آگے۔ عربی کے RAZ (راز) تک کیوں نہ پہنچ سکی۔ جو صورت اور معنی دونوں کے اعتبار سے RAJ (راج) ہی نظر آتا ہے۔

میں مغرب کی چکا چوند کر دینے والی سائنسی ترقیات کے مداحوں سے بڑے ادب سے گذارش کروں گا کہ یورپ میں لسانیات اور خاص کر مادوں کی تلاش پر کام کرنے والے زیادہ تر مذہبی لوگ تھے۔ جو ایک زمانے تک عبرانی کو تمام عالمی زبانوں کی اصل مانتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے مذہبی تعصب سے کام لیتے ہوئے کلمات کے ماخذوں کو عربی میں تلاش کرنے سے گریز کیا ہے۔ عربی اور عبرانی زبانوں میں بے پناہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ اور اسی مماثلت کا تقاضا تھا کہ جو شخص کلمات کے ماخذوں کی تلاش میں عبرانی کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ وہ عربی سے بھی پوچھ لے۔ شاید اس کا مقصود و مطلوب اسے اس (عربی) گھر میں مل جائے۔ عربی اور عبرانی کے تعلقات پر کسی وقت تفصیل سے عرض کروں گا۔ انشاء اللہ۔

جذبۂ تحقیق

اور

اس کے نتائج

اسلامی مسائل میں جذبۂ تحقیق کا دائرہ اور حدود

مولانا سید عبد الشکور ترمذی
ساہیوال

الحق جنوری ۷۰ء کے افکار و تاثرات کے ذیل میں "جذبۂ تحقیق" کے تحت مولانا احمد عبد الحلیم صاحب کا مراسلہ نظر سے گذرا۔ مولانا نے اپنے جذبۂ تحقیق کے جن نتائج کا اس میں اظہار کیا ہے وہ چونکہ جمہور اہل سنت کی تحقیقات اور مسلک حق کے خلاف ہیں۔ اس وجہ سے ناقابل قبول اور محل نظر ہیں۔ ان نتائج کا اسطرح سے شائع ہو جانا مسلک حق کے بارے میں ناظرین کیلئے غلط فہمی اور اشتباہ کا موجب ہوسکتا ہے اور بعض شکی مزاجوں اور ظاہر بین سادہ ذہنوں میں اس سے شکوک و شبہات کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اسکی ضرورت تھی کہ مولانا کے اس جذبۂ تحقیق اور اس کے نتائج کے مفاسد سے ناظرین کو آگاہ کر دیا جائے اور مسلک جمہور اہل سنت پر ان کے وارد کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے سادہ ذہنوں کو مرض تشکیک سے محفوظ کیا جائے۔ زیرِ نظر مضمون "جذبۂ تحقیق اور اس کے نتائج" اسی جذبہ کے تحت لکھا گیا ہے۔

جمہور اہل سنت کے مسلمہ مسائل ظہور مہدی اور حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی سیادت اہل جنت پر وغیرہ میں تشکیک و شبہات پیدا کرنے کا جو طریقہ مولانا نے اختیار کیا ہے۔ یہ وہی خوارج وغیرہ باطل فرقوں کا پرانا طرز تحقیق ہے۔ مولانا انہی کے خوشہ چین ہیں۔ اسی طریقے سے ایسے فرقوں کی فکری اور نظری خدمت ہی انجام پاسکتی ہے۔ مگر یہ انداز فکر مسلک اہل سنت کی ترجمانی کیلئے کسی طرح موزوں نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ طرز فکر روافض کے ردعمل کے طور پر اختیار کیا ہے۔ اس لئے وہ تردید روافض کے لئے اہل بیت کے ایسے فضائل و مناقب کو بھی مشکوک قرار دینے لگے در پے ہیں۔ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ کے ساتھ اس طرز عمل سے منکرین حدیث کی تائید و حمایت کے علاوہ مسلک اہل سنت کی بیخ کنی کا کام جس قدر آسان ہو جاتا ہے۔ وہ اہل نظر و فکر سے پوشیدہ نہیں اس لئے مولانا کا یہ جذبہ مسلک اہل سنت کے حق میں مفید ہونے کی بجائے سخت مضرت رساں اور

نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اس کا اس طریقے پر استعمال اہل سنت کی بجائے خارجی رجحانات کی تقویت کا باعث بن سکتا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس جذبۂ تحقیق کا محرک اور باعث کیا ہے۔ اور یہ کس غرض اور مقصد کیلئے حرکت میں آیا ہے اور اس کا طریقہ استعمال کیسا ہے۔ کیا ہر جذبۂ تحقیق قابلِ قبول اور لائق تقلید ہو سکتا ہے۔؟ اگر ہر شخص کو اس جذبہ کے آزادانہ استعمال کی اجازت دے دی جائے۔ اور قابلِ اعتماد ذرائع تحقیق پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے ذاتی میلان اور طبعی رجحان کو معیارِ تحقیق قرار دے لیا جائے تو پھر مولانا خود ہی سوچ لیں کہ اس کا نتیجہ سلف صالحین سے عدم اعتماد بلکہ تنفر اور بیزاری کے سوا اور کیا برآمد ہو سکتا ہے۔؟ اور اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو پھر اسلام اور مسلک اہل سنت کا جو حشر ہوگا۔ وہ ظاہر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ جذبہ اصول صحیحہ کی روشنی میں حق کے احقاق کیلئے مصروف عمل ہے۔ اور اس سے حق کی حمایت و نصرت کا کام لیا جا رہا ہے۔ تب تو یہ قابل قدر اور لائق قبول ہے۔ اور اگر اس کا استعمال اصولِ صحیحہ کو نظر انداز کر کے کیا جا رہا ہو، اور یہ جذبہ حق کی جگہ باطل کو لانے کیلئے برسرِ پیکار ہو تو پھر ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا جذبہ کسی تحسین اور حوصلہ افزائی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ افسوس کے ساتھ اس کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے۔ کہ مولانا کا جذبۂ تحقیق دوسری قسم میں شامل ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے اور تقلید کے قابل ہے۔ کہ ہمارے اسلاف کرام میں سے برّصغیر میں خصوصیّت کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور شاہ عبدالعزیز صاحبان اور ان کے جانشینوں نے تردید رفض کے سلسلہ میں بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مگر ان اکابرؒ نے رفض کے افراط کی تردید میں خارجیت کی تفریط کا یہ طریقہ کبھی اختیار نہیں فرمایا جو آجکل کے بعض تردید رفض کا کام کرنیوالوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔

بلکہ یہ حضرات اہلِ سنت کے خصوصی شعار اعتدال بین الرفض والخوارج پر ہمیشہ گامزن اور مستقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی راستہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس جذبۂ تحقیق کے مفاسد پر اطلاع پانے کے بعد اب آگے اس کے نتائج پر غور کیا جائے۔

حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کہنا | مولانا نے اپنے مراسلہ میں لکھا ہے کہ: "میں یہ لکھ چکا ہوں۔ کہ حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کہنا جائز نہیں۔ اور حضرت اقدس مرشدی و مولائی واستاذی مولانا تھانویؒ سے میرا تحریری مناظرہ بھی ہوا ہے، حضرت اقدس کا استدلال یہ تھا کہ جب ان کی شان میں سیدا شباب اہل الجنۃ وارد ہے۔ اور شباب میں شہداء بھی ہیں تو ان کے سید الشہداء ہونے میں کیا شک رہا، اس پر

عرض کیا کہ شباب میں تو انبیاء بھی ہوں گے۔ تو پھر یہ سید الانبیاء بھی ہوئے"۔ الخ۔

قطع نظر اس سے کہ حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کہنے کے لئے یہ حدیث سیدا شباب اہل الجنۃ دلیل بنتی ہے یا نہیں مولانا کے اس اعتراض سے تو یہ حدیث ہر حال میں ناقابل قبول قرار پاتی ہے۔ اور اگر وہ اس اعتراض کے رفع کرنے کی کوئی صورت تجویز کریں گے۔ تو اس سے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا استدلال درست ہو کر حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کہنا بھی جائز ثابت ہو جائے گا۔

مولانا کو یہ شبہ شاید سید الشہداء میں الف لام اور اضافت کو استغراق کے لئے سمجھنے کی وجہ سے پیش آرہا ہے۔ اگر الف لام اور اضافت کو عہد کے لئے قرار دیا جاتا تو پھر اس شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی، اور اگر استغراق کیلئے بھی تسلیم کر لیا جائے تو استغراق حقیقی کے مراد ہونے پر کیا دلیل ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ استغراق عرفی مراد ہوگا۔ اور حضرت حسینؓ کو خاص شان کے شہیدوں کا سردار کہا جائیگا۔ جیساکہ علامہ حفنی نے حاشیہ جامع صغیر میں حدیث سید الشہداء حمزہ کے تحت ایسے ہی شبہ کے رفع کیلئے ارقام فرمایا ہے۔ قولہ سید الشہداء ای شہداء المعرکۃ فلا یرد ان نحو سیدنا عمرؓ من الشہداء وھو افضل منہ لکنہ لیس من شہداء المعرکۃ فلیس داخلاً فیہ (ص ۳۲۱)

حدیث سید الشہداء حمزہ میں بھی اگرچہ استثناء وارد نہیں ہے۔ مگر علامہ حفنی نے حضرت حمزہؓ کی عموم سیادت میں حضرت عمرؓ جیسے اشخاص کو داخل کر کے اس حدیث کو رد نہیں کیا جن کی فضیلت حضرت حمزہؓ پر کسی دلیل سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی شہادت نص قرآنی یقتلون النبیین بغیر حق سے ثابت ہو رہی ہے۔ مگر وہ حضرات یقینی اور قطعی دلیل کی وجہ سے اس سیادت حمزہؓ میں داخل نہیں ہیں۔ تو کیا مولانا اس پر بھی یہ معارضہ کریں گے کہ شہداء میں تو حضرت عمرؓ اور انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے تو پھر حضرت حمزہ سید عمر اور سید الانبیاء بھی ہوئے، اور اس طرح اس حدیث کو بھی ناقابل قبول قرار دیدیں گے۔؟

جس طرح حدیث سید الشہداء حمزہ میں خاص قسم کے شہیدوں پر سیادت مراد لی گئی ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرت عمرؓ وغیرہ اس کے عموم میں داخل نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی افضلیت کی وجہ سے اس پر یہ معارضہ ہو سکتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سے حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کہنے پر بھی یہ معارضہ درست نہیں ہو سکتا۔

علامہ علی قاری سیدا شباب اہل الجنۃ کے تحت فرماتے ہیں: انھما سیدا اھل الجنۃ سو الانبیاء والخلفاء الراشدین۔ (مرقاۃ ج ۱۱ ص —)

جب شارحین حدیث نے انبیاء علیہم السلام وغیرہ کا استثناء حسینؓ کی سیادت سے تصریحاً کر دیا ہے۔ تو پھر ان کو اس سیادت میں داخل کر کے معارضہ کرنا معلوم نہیں کس قسم کا جذبۂ تحقیق ہے۔

ابن منصور کا ملحد ہونا | مولانا نے لکھا ہے کہ " اسی طرح ابن منصور کی ولایت پر ایک ملفوظ فرمایا ہیں نے بحوالہ تاریخ اس کا ملحد ہونا ظاہر کیا تو مجھ سے اصل مواد طلب فرما کر ملاحظہ فرمایا اور خاموش ہو گئے۔" الحق۔

شاید مولانا کی تحقیق میں یہ بات نہیں آسکی کہ ابن منصور کے بارہ میں حکیم الامت حضرت اقدس مولانا تھانوی قدس سرہ نے عربی میں مواد جمع فرمایا تھا، اسکی جمع اور ترتیب کا کام مکمل فرماکر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی دامت برکاتہم نے جب حضرت اقدسؒ کو دکھلایا تو حضرت بہت خوش ہوئے اور تقریظ میں مولانا کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور ایک قیمتی مصلّٰی بھی بطور انعام کے مولانا کو مرحمت فرمایا تھا۔ حضرت اقدسؒ کی آخری تحقیق اس میں درج ہے۔ اس میں ابن منصور کے ملحد ہونے کے نظریہ کی تردید دلائل سے کر دی گئی ہے۔ اس مجموعہ کا نام "القول المنصور فی ابن المنصور" ہے۔

بیان القرآن کی صریح غلطیاں | مولانا نے لکھا ہے کہ " پھر میں نے بعد وفات بیان القرآن کی صریح غلطیوں پر ایک مضمون لکھا جسے مفتی صاحب کے البلاغ میں شائع کر دیا گیا"۔ (الحق صـ)

مولانا کا ایک مضمون زیر عنوان " دو آیتوں کی تفسیر، جن میں عموماً قول مرجوح کو اختیار کیا جاتا ہے"۔ البلاغ ماہ محرم ۱۳۹۰ھ میں شائع ہوا تھا۔

اس کے عنوان سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ مولانا کی یہ بحث صرف راجح مرجوح کی ہے۔ مگر اب چار سال کے بعد مولانا کا اس کو " بیان القرآن کی صریح غلطیوں " کا نام دینا سخت حیرانی اور استعجاب کا باعث ہوا۔ اس سے مولانا نے یہ تاثر دیا ہے کہ ان کے نزدیک وہ بحث راجح مرجوح کی نہیں بلکہ غلط اور صحیح ہونے کی تھی اور بیان القرآن میں ان دونوں آیتوں کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے۔ اس لئے اب ضروری ہو گیا کہ بیان القرآن میں ان آیتوں کی اختیار کردہ تفسیر کے دلائل کو پیش کر دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس تفسیر پر مولانا کے شبہات اور ان کے جذبۂ تحقیق کا بھی جائزہ لیا جائے۔

جہادی گھوڑوں کا واقعہ | تفسیر بیان القرآن میں ذکر کردہ واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ: "حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں کے معائنہ کرنے میں، جو بغرض جہاد وغیرہ رکھے جاتے تھے، اس قدر

دیر ہوگئی کہ دن چھپ گیا، اور کوئی معمول از قسم نماز جو واجب نہیں تھا۔ فوت ہوگیا۔ بعد میں متنبہ ہوکر آپ نے ان تمام گھوڑوں کو ذبح کر دیا۔

اس تفسیر کے مطابق آیت انی اجببت حب الخیر عن ذکر ربی - میں عن اپنے حقیقی معنی بعد و مجاوزت کیلئے ہوگا۔ اور آیت کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ : بیشک میں پروردگار کے ذکر سے غافل ہوکر مال کی محبت میں لگ گیا۔ اور حتّٰی توارت بالحجاب میں توارت کی ضمیر آفتاب کیطرف ہوگی جس کا ذکر آیت میں اگرچہ صراحۃً نہیں ہے۔ مگر اوپر اذ عرض علیہ بالعشی، میں عشی کے ذکر سے اس کا ذکر مفہوم ہورہا ہے، اور تواری بالحجاب سے مجازاً غروب شمس مراد ہے۔ اور مسحا بالسوق والاعناق۔ میں مسح کے معنی ضرب وقطع کے ہوں گے۔

دلائل | تفسیر کشاف میں ہے : " والتواری بالحجاب مجاز فی غروب الشمس عن تواری الملک ملوا لمخباۃ بحجابھما والذی دل علی ان الضمیر للشمس مرور ذکر العشی ولابد للمضمر من جری ذکر او دلیل ذکر .... یقال مسح علا اذا ضرب عنقہ؛ (ج ۲ ص ۲۸۴)

اکثر ائمہ مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے اور ایک حدیث مرفوع بھی اسکی تائید میں ذکر کی ہے۔

تفسیر در منثور :- چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در منثور میں معجم طبرانی، اسماعیل، اور ابن مردویہ کے حوالے سے بالفاظ ذیل اس حدیث کو نقل کرکے اسکی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

عن ابی بن کعبؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ فطفقت مسحا بالسوق والاعناق قال قطع سوقھا واعناقھا بالسیف۔ (در منثور ج ۵ ص ۲۰۹)

علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں : اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی سعید بن بشیر ہیں۔ جنہیں شعبہ وغیرہ نے ثقہ کہا ہے۔ اور ابن معین وغیرہ نے ضعیف اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔" (مجمع الزوائد ج ۷، ص ۹۹)

تفسیر روح المعانی :- علامہ آلوسیؒ نے بھی بعینہٖ انہی الفاظ سے اس حدیث مرفوع کو نقل کرکے مسحا کو بمعنی قطع وضرب لینے پر دلیل قرار دیا ہے۔ (روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۹۳)

تفسیر ابن کثیر :- حافظ ابن کثیرؒ جیسے محقق عالم نے بھی اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ اور ابن جریر نے جو دوسری تفسیر کو ترجیح دی تھی اسکو محل نظر قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں : وھذا الذی رجح بہ ابن جریر فیہ نظر۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۴)

تفسیر معالم التنزیل | میں بھی دوسری تفسیر انہ کان یمسح سوقھا و اعناقھا بیدہ یکشف الغبار عنھا حبالھا و شفقۃ علیھا ۔ کو نقل کر کے صراحۃً ضعیف قرار دیا ہے ۔ لکھا ہے ۔ وھذا قول ضعیف ۔ (معالم التنزیل برحاشیہ خازن ج ۶ ص ۵۵)

اصول تفسیر | مسلمہ اصول تفسیر کی رو سے بھی وہی تفسیر قابل ترجیح ہوتی ہے جو کسی مرفوع حدیث سے ثابت ہو اور بیان القرآن کی تفسیر حدیث مرفوع سے ثابت ہے ۔

وجوہ ترجیح | الفاظ قرآن کے لحاظ سے اگرچہ دونوں تفسیروں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن اوپر کی تفصیل سے بیان القرآن میں اختیار کردہ تفسیر کی ترجیح کیلئے حسب ذیل وجوہات ثابت ہوتی ہیں :-

۱ ۔ حدیث مرفوع سند حسن کے ساتھ اس کے حق میں آئی ہے ۔
۲ ۔ اکثر مفسرین اور متعدد ائمہ تفسیر نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے ۔
۳ ۔ اصول تفسیر کی رو سے بھی اسی تفسیر کو ترجیح حاصل ہے ۔
۴ ۔ اس تفسیر پر عن اپنے حقیقی اور معروف و عام معنیٰ ، لبعد و مجاوزت پر رہتا ہے ۔ اور اسی سے احببت حب الخیر کو عن کے ساتھ متعدی کرنے کی غرض ذھول عن الغیر پر دلالت ہو رہی ہے ۔

(باقی آئندہ)

ایک سوالنامہ کے جواب میں

حضرت مولانا عبدالحلیم مدظلہ مردانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نماز کے آداب و خاصیت

ترک صلوٰۃ کے اسباب اور نقصانات

قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر (الآیۃ) بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بری بات سے ۔

۱۔ نماز ایک حقیقت شرعی ہے جو کہ ہر عاقل بالغ سے مرد ہو یا عورت ہر حالت میں مطلوب ہے۔ چاہے حالت صحت ہو یا بیماری حالت حضر یا سفر، جنگ ہو یا امن سرکاری ملازم ہو یا قومی اور شخصی مزدور زراعت میں مصروف ہو یا تجارت و حرفت میں۔ غرض یہ کہ جب تک انسان کے ہوش و حواس ٹھیک ہوں۔ پنجگانہ نماز کی پابندی اس پر فرض عین ہے۔ کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہر شخص پر اسکی حالت اور استطاعت کے موافق فرض ہے۔ اس لئے حضر اور سفر کی نماز میں فرق ہے۔ صحت اور مرض کی نماز میں فرق ہے۔ اسی طرح حالت جنگ اور امن کی نماز میں فرق ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ نماز کی پابندی نمازی کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

لیکن واضح رہے کہ نماز چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ ایک شرعی حقیقت ہے۔ جس کے اجزاء ترکیبی ہیں جن کو ارکان و فرائض کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شرائط صحت ہیں۔ ان دونوں کے بغیر حقیقت نماز تو درکنار صورت نماز بھی متصور نہیں ہو سکتی۔ ان ارکان اور شرائط میں سے ایک بھی چھوٹ جائے۔ تو وہ نماز نہیں از سر نو پڑھنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ واجبات، سنن اور آداب ہیں۔ واجبات کے چھوٹنے سے اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اور سنن کے ترک سے اعادہ سنت ہے۔ مستحبات و آداب کے ترک سے اعادہ مستحب ہے۔ خلاد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک بدری صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صحابی مذکور نماز سے فارغ ہو کر سلام

کی غرض سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیکر فرمایا: ارجع فصل فانک لم تصل۔ (الحدیث) واپس جاپھر نماز پڑھ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح حضورؐ نے انہیں تین مرتبہ واپس کر کے از سر نو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ ایک بدری صحابی کی شان سے یہ مستبعد ہے کہ اس نے شروط صحت یا ارکان صلوٰۃ یا واجبات صلوٰۃ ترک کئے ہونگے۔ غالب ظن یہ ہے کہ اس نے بعض سنن میں کوتاہی کی ہوگی۔ اس پر اسکو اعادہ صلوٰۃ کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی تکمیل بغیر سنن و مستحبات کی ادائیگی کے نہیں ہوسکتی۔

شرائط صحت، فرائض صلوٰۃ واجبات وسنن و مستحبات صلوٰۃ سے صورت صلوٰۃ کی تو تکمیل ہوسکتی ہے۔ مگر نماز کے مقبول ہونے کی شروط ہیں۔ یعنی استحضار قلب وخشوع وخضوع و انابت اظہار عبودیت اس طور کہ تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک ہر ادا یعنی قرارت، تکبیر، تسبیح، تشہد، قیام قعود رکوع، سجود حضور قلب سے ہو قلب غافل ولاھی سے نہ ہو۔ ظاہری اور باطنی عجز و نیاز اور اظہار بندگی کے ساتھ ہو۔ یہ حضور قلب اور ظاہری و باطنی انقیاد بمنزلہ روح صلوٰۃ کے ہیں۔ اس کے بغیر حقیقت صلوٰۃ کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ آیت مذکورہ بالا میں نہی عن الفحشاء والمنکر اسی حقیقت کی پابندی کے ساتھ ادائیگی پر مرتب ہے۔ روح کے بغیر صورت کامل یا ناقص پر آثار و نتائج کا ترتب نہیں ہوسکتا۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ جیساکہ کوئی گھوڑے کے نقش اور تصویر (جو کاغذ یا دیوار پر ہو) سے سواری باربرداری کی توقع رکھے جو کہ اس کے حقیقت کے احکام ہیں یا قالب بے جان سے جاندار کے آثار کا تقاضا کرے۔

اس مختصر گذارش و تمہید کے بعد ذرا غور فرمادیں کہ آجکل کے مسلمانوں کی نمازیں اس معیار کے مطابق ہیں۔ وہ حقیقت صلوٰۃ جسکی ادائیگی پنجگانہ مطلوب ہے۔ خارج میں اس کا وقوع ہے۔ اگر ہو تو لامحالہ اس کے مواظبت سے ادائیگی پر یہ آثار مرتب ہوں گے۔ اور اگر نہیں تو محض ناقص صورت سے آثار و احکام کی توقع فضول ہے۔

عصر حاضر میں اکثر مسلمان نماز کے نہ تو شرائط صحت سے واقف ہیں نہ شرائط مقبولیت سے نہ ارکان اور واجبات وسنن وغیرہ سے باخبر ہیں۔ ایسی حالت ان کی نمازوں کی صورت اگر حقیقی نماز کی صورت کے ساتھ موافق ہو تو اتفاقی حادثہ ہوگا۔ ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کسی شے کے اجزاء ترکیبی اور اجزاء تکمیلی وتحسینی اور ان کی ترتیب سے واقف نہ ہو۔ پھر اس شئے کی صحیح ترکیب و ترتیب واقع کرسکے۔ الا یہ کہ اتفاقاً ایسا ہوجائے۔

آجکل کے مسلمان غیر تعلیم یافتہ تو درکنار اکثر سکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ جو اسلامی تعلیم سے بے خبر ہوں۔ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور کلمہ توحید اور شہادت کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں۔ تو اس کے صحیح معنی سے کیسے واقف ہوں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ کہ نماز کی بے حیائی اور برائی سے روکنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ نماز میں ــــــــــــــــ اللہ تعالیٰ نے اس میں روکنے کی خاصیت رکھی ہے ــــــــــــــــ جیسے بعض ادویہ میں بعض امراض کے دفع کرنے کی خاصیت رکھی گئی ہے۔ لیکن جس طرح کہ ادویہ ہر حال میں امراض کے دافع نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ ان کی تاثیر بعض امور کے ساتھ مشروط ہے کہ خاص ترکیب ہو، خاص طریق استعمال ہو۔ خاص مقدار ہو۔ ایک مدت مخصوص تک مواظبت و مداوم ہو۔ درمیان میں خلل نہ ہو دوا کی تاثیر کے منافی اشیاء سے پرہیز ہو۔ ان شروط کے تحقق اور موانع کے رفع کے بعد ادویہ امراض کے ازالہ میں موثر ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح نماز موثر بالخاصہ۔ جبکہ شروط تاثیر موجود ہوں اور موانع مرتفع ہوں۔

دوسرے معنی یہ کہ نماز کی برائیوں سے روکنا بطریق تقاضا اور مطالبہ کے ہو۔ یعنی نمازی جبکہ نماز میں خضوع اور خشوع کے ساتھ اقرار الوہیت اللہ تعالیٰ کرے۔ اور اظہار خالقیت و ربوبیت اسکی کرے اور نہایت عجز و نیاز کے ساتھ اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور معبودیت کا اعتراف کرے۔ تو نماز کی یہ مخصوص ہئیت اور اسکی ہر ادا اور ہر ذکر اس سے مطالبہ کرتی ہے زبان حال سے کہ اے غلامی اور بندگی کا دعوی کرنے والے اس مولیٰ کی جسکی ربوبیت خالقیت مالکیت اور معبودیت کا ابھی اقرار کر چکے تھے۔ اسکی مخالفت سے باز رہ اور فواحش اور منکرات سے رک جا۔ اور بد عہدی نہ کر۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے۔ مگر نماز کے اس اقتضاء اور مطالبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیساکہ خود اللہ تعالیٰ روکتا اور منع فرماتا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر۔ (الآیۃ) پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے روکنے پر برائی سے نہیں رکتا۔ تو نماز کے روکنے پر اسکا نہ رکنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

۳۔ نماز سے غفلت کے اسباب مندرجہ سوال کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب تک کہ انسان اپنے آپکو کسی عمل کے متعلق ایک حاکم اعلیٰ (جو کہ عقاب دینے پر قادر ہو) کے سامنے جوابدہ نہ سمجھے تو اس سے غفلت برتتا ہے۔

۲۔ جب تک کہ انسان کسی کام کو اپنی دنیوی یا اخروی زندگی کی کامیابی کیلئے ضروری نہ سمجھے۔ تو اس عمل کے کرنے کی پرواہ نہیں رکھتا۔

۳۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے روحانی یا جسمانی فوائد شخصی انفرادی یا قومی اجتماعی منافع، دنیوی یا اخروی مصالح سے ناواقف ہو۔ تو ایسے عمل کے کرنے کا سوال اس کے نزدیک عبث ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس عمل کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۴۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے ترک کے برے عواقب سے بے خبر ہو۔ انفرادی اور اجتماعی نقصانات سے ناواقف ہو۔ دنیوی اور اخروی عقاب سے جاہل ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ دے۔

۵۔ جب انسان کی روحانیت پر بہیمیت، سبعیت، شیطنت غالب ہو جائے تو انسانیت اور روحانیت مفلوج ہو کر اس کے تقاضے ناقابل اعتناء اور ناقابل فہم ہو جاتے ہیں۔ نماز اور دیگر فرائض ایمانی تقاضے ہیں۔ اور خود ایمان فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔

۶۔ بہت سے تارکین صلوٰۃ شیطان کے بہکانے سے اس امید پر ترک صلوٰۃ کے مرتکب ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں ان کے لئے شفاعت کرکے عقاب سے نجات پائیں گے۔ شفاعتی لاھل الکبائر۔ الحدیث۔

۷۔ اکثر عوام جو ترک صلوٰۃ اور دیگر کبائر میں مبتلا ہیں۔ نفس نے انکو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ناپید اکنار مغفرت کا سبز باغ دکھا کر دھوکہ دیا ہے کہ اس رحمت واسعہ اور مغفرت کاملہ کے سامنے تمہارے معصیات ہیچ ہیں۔ اور یہ رحمت و مغفرت ضرور تمام مسلمانوں کو شامل حال ہوگی۔

۸۔ کسی نے سنا ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ الحدیث۔ لہٰذا کلمہ پڑھنے والا ضرور داخل جنت ہوگا، چاہے عمل کرے یا نہ کرے۔

۹۔ اہم سبب دین کی حقیقت سے بے خبری۔ اسلام کے فروع واصول سے ناواقفی اسلامی تعلیمات سے بیزاری ہے۔ عصر حاضر میں جہل یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کہ علوم دینیہ کے عالم کو تعلیم یافتہ نہیں کہا جاتا۔ سکولوں اور کالجوں میں پڑھنا پڑھانا تحصیل علم اور تعلیم سمجھتے ہیں۔ اور اس میں پڑھنے پڑھانے والوں کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ حالانکہ شرعی اصطلاح میں قرآن کریم احادیث رسول صلعم اور احکام دینیہ کے علوم کے علاوہ تمام فنون کو کسب، صنعت وحرفت اور فن کہا جاتا ہے۔ فن انجینیری، فن ڈاکٹری، فن طب، فن زراعت وغیرہ وہاں لغت کے اعتبار سے علم کہنا

صحیح ہے، کیونکہ لغت میں علم بمعنی دانستن یا سیکھنے کے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلاثۃ آیاتٌ محکمۃ وسنۃٌ قائمۃ و فریضۃ عادلۃ۔ الحدیث۔ علم تین ہیں۔ علم القرآن، علم سنت ثابتہ، علم الفرائض یا احکام اجتہادیہ۔

۴۔ امور مذکور مافی السوال میں ترک صلوٰۃ کو کافی دخل ہے۔ ان کے علاوہ ترک صلوٰۃ میں بہت سی خرابیاں ہیں جن کا بالتفصیل استقصاء مشکل ہے۔ مختصراً چند خرابیاں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ روحانی خرابیاں۔ صلوٰۃ درحقیقت ہئیات مخصوصہ میں اذکار خاصہ کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی حمد و ثناء، تلاوت قرآن، تکبیرات، تسبیحات، تشہد، درود، مناجات خضوع و خشوع کے ساتھ۔ اور روح انسانی چونکہ ملکی ہے۔ اسکی غذا یہی ذکر ہے یہی اس کے استکمال اور ترقی اور حیات کا مدار ہے۔ تارک الصلوٰۃ نے اپنی روح کو اپنی غذا سے محروم کر کے حیات جاودانی اور کمال انسانی سے بے بہرہ کر دیا۔

۲۔ روح کو جو تقرب عند اللہ فرائض و نوافل سے حاصل ہو سکتا تھا۔ اور اس پر جو عنایات اور الطاف ربانی مرتب ہو سکتے تھے ان سے محروم کر دیا۔

۳۔ حدیث میں وارد ہے۔ الصلوٰۃ نور۔ یعنی صلوٰۃ دنیا میں روح انسانی کیلئے مانند نور کے حق و صواب کیطرف راہنمائی کرتا ہے۔ سبب کشف معارف الٰہیہ ہے۔ قبر کی تاریکی کا ازالہ کر کے روح کیلئے باعث انشراح اور سرور ہے۔ ظلمت قیامت میں سامان کشف و اشراق ہے۔ تارک صلوٰۃ نے ان تمام انواع انوار سے اپنی روح کو دنیا اور برزخ اور قیامت کی تاریکیوں میں پریشان و نامراد رکھ دیا۔

۴۔ حدیث سے ثابت ہے کہ صلوات خمسہ پنجگانہ نماز گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنے کے لئے ایسے ہیں، جیسے نہر کا پانی ازالہ نجاسات کے لئے۔ بے نمازی نے نماز ترک کر کے گناہوں سے روحانی طہارت حاصل نہ کر سکا۔

جسمانی اور مادی نقائص

۱۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔
چہروں کی نورانیت جو نماز پڑھنے کا اثر ہے۔ بے نماز کو یہ نور اور اثر سجود حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ جسم کو نجاسات اور احداث سے پاک کرنا نمازی کیلئے استنجاء، وضوء، غسل کے ذریعہ ضروری ہے۔ بے نمازی کو جبکہ نماز پڑھنے کی پروا نہیں۔ تو طہارت کا کیا خیال رکھے گا۔ لہذا اس کا جسم

نجاسات کے تلوّث سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔
٣۔ نمازی پنجگانہ نماز کے لئے پنجوقتہ وضو کرتا ہے جس سے اس کے اعضاء ظاہرہ پر میل کچیل گرد و غبار نہیں رہتا۔ بے نمازی اسی جسمانی صفائی سے بے بہرہ ہے۔
٤۔ کسب اور کمائی میں برکت نہیں رہتی۔ بلکہ وہ مال جو نماز کے وقت میں نماز چھوڑ کر حاصل کیا گیا ہے۔ مال خبیث ہے۔ دوسرے پاک اموال میں اس کے ملانے سے خبث پیدا کر دیتا ہے۔
٥۔ طبعی نشاط جسمانی چستی جو بدنی عبادت کی حرکات مختلفہ سے حاصل ہوتی ہے بے نمازی حق بندگی چھوڑ کر اس سے محظوظ نہ ہو سکا۔ ہر ذہنی پریشانی کا روحانی علاج اشتغال بالصلوٰۃ ہے جیسا کہ اسْتَعِينُوا بالصبر والصّلوٰۃ۔ اور کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فزعہ امر فزع الی الصلوٰۃ۔ یعنی شاق اور مشکل امور میں صبر و صلوٰۃ سے مدد لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر سے پریشان ہو جاتے۔ جلدی سے نماز کیطرف متوجہ ہو جاتے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو کر ہر غم و اندوہ سے بلکہ ماسوی اللہ سے توجہ ہٹ کر صرف معبود حقیقی ملحوظ ہوتا ہے۔ اس طرح ہر پریشان کن فکر سے ذہن فارغ ہو جاتا ہے۔ نیز مصلی اپنی نیازمندانہ مناجات ثناء و دعا، تسبیح و تکبیر، قرارت و تہلیل، عاجزانہ رکوع و سجود کے ذریعہ معبود کریم کی رحمت اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ جس پہ مشکل حل ہو کر پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دولت صرف نمازی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ نماز کی برکت سے سب سے بڑھ کر ہلاکت خیز خرابی جو قصداً ترک نماز سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ بعض ائمہ کے نزدیک اگر یہ شخص توبہ نہ کرے تو حدود اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہوا۔ لہذا اس کی پاداش میں وہ ارتداداً قتل ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونو من المشرکین۔ پابندی سے نماز ادا کرو۔ اور مشرکین میں نہ ہوا کرو۔ اس کا مطلب بظاہر یہ ہے۔ کہ نماز قصداً نہ پڑھنا مشرکین میں شامل ہونا ہے۔ نیز حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنّ بین العبد والکفر والشرک ترک الصلوٰۃ۔ (رواہ مسلم) بیشک بندہ اور کفر و شرک کے درمیان رابطہ ترک الصلوٰۃ ہے۔ یعنی بندہ اور کفر کے درمیان نماز مانع و حائل تھا۔ جب نماز چھوڑ دی۔ تو اب بندہ اور کفر و شرک کے درمیان کوئی حجاب نہ رہا۔ نیز وارد ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا و بینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر۔ (مشکوٰۃ شریف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے اور ان کے یعنی کفار کے درمیان عہد نماز ہے۔ تو جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔ اسی مضمون کی بہت احادیث وارد ہیں جس کی وجہ سے

باقی ص۴۱ پہ

فلم فجر اسلام
اور
مدینہ منورہ کے پاکستانی
طلبہ

حکومت سے احتجاج اور فلم کی نمائش پر اظہارِ رنج و غم

ہمیں اس اطلاع سے سخت ذہنی تکلیف اور روحانی صدمہ پہنچا ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان میں ایک فلم "فجر اسلام" (DAWN OF ISLAM) کے نام سے دکھلائی جارہی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس فلم میں عہدِ رسالت کے مناظر بھی دکھلائے گئے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کا کردار فلم میں نہیں دکھایا جائے گا۔ لیکن ہماری اطلاع کے مطابق صحابہ کرام میں سے بعض کا کردار اس فلم میں ان فلم سٹاروں نے ادا کیا ہے۔ جن کا اخلاقی دیوالیہ پن اظہر من الشمس ہے۔

ہم اس حادثہ پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ پاکستان جس سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی امیدیں اسلام کے شیدائی لگائے بیٹھے ہیں۔ اس مملکت میں اسلام کی ایسی جگ ہنسائی ہوئی اور توحید کے مثالی فرزندوں کی توہین ہوئی، اس المیہ پر جس قدر رنج و غم کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

عالمِ اسلام کے تمام علماءِ حق کا اس پر کامل اتفاق ہے۔ کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات و کردار پر فلم بنانا، اسکو پردۂ سکرین پر پیش کرنا، اور اس باب میں کسی قسم کا تعاون کرنا، کتاب و سنت کی روشنی میں قطعی حرام اور ناجائز حرکت ہے۔ اور یہ کہ ایسی فلم کی نمائش پیغمبرِ اسلام سید العرب والعجم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تذلیل ہے۔

لہٰذا ہم حکومت سے پر زور احتجاج اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس رسوائے زمانہ فلم کی نمائش فوراً بند کی جائے، اور آئندہ کے لئے اس قسم کی حرکتوں کے سدِباب کا انتظام کیا جائے، ہم اراکین

قومی اسمبلی اور ممبران سینٹ سے بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے ذرا بھی محبت ہے۔ تو وہ اپنی اولین فرصت میں اس قسم کی اسلام دشمن حرکتوں کے سد باب کے لئے بل پیش کریں اور کامل اتفاق رائے سے اسکو منظور کرکے ان نام نہاد مسلم ملکوں کو نمونہ دکھائیں جنہوں نے ایسی ناپاک جسارت کی ہمت افزائی کی ہے کہ اسلام کے سچے شیدائی اب بھی روئے زمین پہ باقی ہیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی، والسلام۔

من جانب :- پاکستانی طلباء جامعۃ اسلامیہ

مدینہ منورہ

ہے۔ ربوہ سے حال ہی میں جو قرآن پاک شائع ہوا ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کا انگریزی اور عربی ترجمہ عرب ممالک کے لوگوں کو جلد ہی ان کے اصلی عقائد سے آگاہ کر دے گا۔ مختلف مقامات سے اصل ترجمہ فوٹو سٹیٹ کی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس طرح سے یہ ٹولا جلد ہی بے نقاب ہو سکتا ہے۔

سیاسی محاذ پہ ان لوگوں کی ان تحریروں اور کارروائیوں کو منظر عام پہ لایا جائے جن میں خود انہوں نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ اقبال کی تحریریں اس ضمن میں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان کو ہر ممکن پبلسٹی دی جائے۔ اسی سلسلہ میں شورش کاشمیری صاحب کی کتاب عجمی اسرائیل کا انگریزی اور عربی ایڈیشن بہت مفید رہے گا۔ عرب ممالک کو، جو اس وقت اسرائیل کے خلاف بنیان مرصوص بنے ہوئے ہیں۔ یہ بتانا بھی بہتر ہے کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودا کا شجر خبیثہ میں موجود ہے۔

۲۔ اسلامی ممالک میں علماء کو بذریعہ خط و کتابت اور بالمشافہ اسی عجمی فتنہ سے آگاہ کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں ان کی مفید آراء کو وہاں کے حالات کے مطابق عمل میں لایا جائے۔ انہیں اس بارہ میں اگر کوئی اشکال ہو تو مقامی علماء اور خصوصاً علماء ایم این اے حضرات ان کی تسلی کروائیں۔

۳۔ رابطہ عالم اسلامی کو اس خطرہ سے آگاہ کیا جائے۔ یہ ادارہ اس پوزیشن میں ہے کہ اپنے حلقۂ اثر میں اس فتنہ کا سدباب کر سکتا ہے۔

۴۔ کچھ عرصہ قبل سعودی حکومت نے چند چیدہ مرزائیوں کو ریاض اور جدہ سے نکال دیا تھا۔ قبل ازیں انہیں مسلمان ہی سمجھا جاتا رہا تھا۔ مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم کے بتانے پر ان لوگوں کے انخلا کا حکم جاری ہوا۔ اور پھر سرکاری طور پر مولانا کو ایک شکریہ کا خط لکھا گیا۔ جن کی نشاندہی پر ان دشمنانِ ملت کو نکالا گیا۔ یہ خط اب بھی موجود ہے۔ اس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں ممالک عرب میں ایک فتویٰ کا کام دے سکتی ہیں۔

۵۔ حال ہی میں لیبیا کے صدر معمر قذافی نے پاکستان سے فنی اور ثقافتی تعاون کا معاہدہ کیا ہے اس خادم دین کو ان لوگوں کے مکائد سے آگاہ کر دیا جائے۔ وہ اس پوزیشن میں ہے۔ کہ وزیر اعظم بھٹو کو اس بارہ میں متاثر کر سکے۔

۶۔ مقامی طور پہ تمام مسلمان تاجران، کارخانہ مالکان اور اعلیٰ سرکاری افسران سے رابطہ قائم کیا جائے اور اعداد و شمار کی روشنی میں ان کو سمجھایا جائے۔ کہ اس وقت یہ منظم گروہ ان کے مفادات کا کس حد تک استحصال کر چکا ہے۔ اور کر رہا ہے۔ اور اگر انہوں نے اس خرابی کا بر وقت نوٹس نہ لیا تو

بلانے کیلئے اجازت نامہ کی درخواست دی گئی ہے۔ جنہیں دارالعلوم نے واپس بلانے کی تجویز کی ہے۔ امید ہے۔ کہ جلد ہی یہ اجازت نامہ آجائیگا۔ آپ اس کے ذریعہ پاکستان سے پرمٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ دارالعلوم میں الحمدللہ خیر وعافیت ہے۔ اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ والسلام۔ ۱۸/۷/۹۸ ء

---

(۳۴) حضرت المحترم زید مجدکم السامی۔

سلام مسنون نیاز مقرون۔ گرامی نامہ ۵ ر ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ نے مشرف فرمایا، بے حد خوشی ہوئی۔ اس سے پہلے دعوت نامہ کے جواب میں عریضہ ارسال کر چکا ہوں۔ اس والا نامہ سے واضح ہوا کہ وہ ابھی تک نہیں ملا ہے۔ اس میں عرض کیا تھا۔ اور اب بھی وہی عرض ہے۔ کہ آپ حضرات کے پاس حاضری خود اپنا مدعی ہے۔ زیارت ولقاء کیلئے واقعہ یہ ہے کہ دل بیتاب ہے۔ اسی وجہ سے پاسپورٹ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ مگر یہ سلسلہ اتنا طویل اور اتنا الجھا ہوا ہے۔ کہ سمٹنے نہیں آتا۔ تاہم سعی جاری ہے۔ بات قبضہ کی نہیں۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جب بھی اسکی تکمیل ہوگئی۔ اطلاع دوں گا۔ خدا کرے یہ قصہ جلد سمٹ جائے۔ کہتے ہیں کہ درخواست جانے کے بعد دو ماہ تک تو یاد دہانی کی۔ پھر اجازت نہیں ہے۔ بہر حال جب بھی یہ معاملہ مکمل ہوگیا۔ جب ہی عرض کردوں گا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ یاد فرمائی اور احقر کی صحت اور بحالی بینائی پر تبریک موجب ممنونی ہے۔ حق تعالیٰ آپ بزرگوں کو قائم رکھے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ سالم سلمہ کی والدہ آجکل کراچی ہیں۔ شاید بقرعید کے بعد یہاں واپسی ہوگی۔ میری سعی یہ ہے کہ انہیں لینے میں خود آؤں۔ مگر نہیں کہہ سکتا کہ اسوقت تک پاسپورٹ کی صورت بنے گی یا نہیں۔ دعا کا خواستگار ہوں۔ والسلام۔ ۱۱/۱۲/۸۴ ھ

---

(۳۵) حضرت المحترم زید مجدکم السامی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی بعض محرکات کے تحت جس کی طرف منسلکہ مقالہ کی تمہید میں اشارے کئے گئے ہیں۔ یہ مقالہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ جو علماء دیوبند کے مسلک[۱] سے متعلق ہے۔

---

[۱] صحابہ کرام، تصوف صوفیاء، فقہ اور فقہاء حدیث اور محدثین، کلام اور متکلمین، سیاست اور خلفاء کے بارہ میں علماء دیوبند کا مسلک کیا ہے۔؟ بالفاظ دیگر دیوبندیت اور قاسمیت کیا چیز ہے اس مقالہ میں

ظاہر ہے۔ کہ مسلک شخصی اور انفرادی چیز نہیں۔ بلکہ جماعتی بات ہے۔ اور تحریر مسلک میں کسی فرد پر نہیں بلکہ پوری جماعت کے دینی رخ پر حکم لگایا گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریر اسی وقت قابل اشاعت ہوسکتی ہے۔ جب جماعت کے اہل الرائے اور اہل بصیرت و فکر حضرات اس کے بارہ میں اظہار خیال فرمادیں۔ اس لئے یہ مقالہ ارسال خدمت گرامی کر کے مستدعی ہوں کہ اسے سرسری نظر سے نہیں بلکہ ناقدانہ طریق پہ گہری نظر سے ملاحظہ فرمایا جائے۔ اور اس میں جو کمی بیشی یا ترمیم و تنسیخ ذہن سامی میں آئے بے تکلف فرمادی جائے۔ حاشیہ اسی لئے کافی چھوڑا گیا ہے۔ نیز اصل موضوع تحریر یعنی خود مسلک کے بارے میں بھی جو پہلو رہ گیا ہو یا تشنہ ہو اس کا بھی اضافہ فرمادیا جائے۔ یہ اصلاح و ترمیم بندہ کے حق میں سعادت و عزت اور جماعت کے حق میں ایک بڑی خدمت ہوگی جسکی اس وقت ضرورت ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی گذارش ہے۔ کہ اگر یہ مضمون بحیثیت مجموعی صحیح اور قابل قبول ہو تو چند سطریں بطور توثیق و تصویب الگ سے بھی تحریر فرمادی جائیں۔ جو مقالہ کے ساتھ شائع کی جائے گی تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ مقالہ کا یہ بیان کسی کی شخصی اور انفرادی رائے نہیں۔ بلکہ علماء دیوبند کا متفقہ مسلک ہے۔ اور پھر تحریر آنے والی اعلیٰ النسل کے لئے حجت و برہان اور معیار کا کام دے سکے۔ اگر تاریخ وصولیابی سے پندرہ بیس دن کے اندر اندر جواب گرامی وصول ہو جائے تو بہتر ہے۔ غیر موقت انتظار دشوار اور مخل کار ہوگا۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ والسلام۔ ۱۸ر شوال ۱۳۸۳ھ

---

(۳۶) حضرت المحترم زید مجدکم السامی۔

سلام مسنون نیاز مقرون دعانامہ نے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپکی دعائیں اور آپ کا حسن ظن

اسکی تشریح و توضیح حکیم الاسلام مولانا محمد طیب مدظلہٗ نے اپنے مخصوص حکیمانہ رنگ میں فرمائی اور کتابی شکل میں اشاعت سے قبل استصواب اور اظہار رائے کیلئے علماء دیوبند کے مشاہیر کو یہ مقالہ بھیجا گیا۔ بعد میں یہ مقالہ پاکستان وغیرہ میں کتابی شکل میں بھی شائع ہوا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ نے مقالہ کے اختتام میں علامہ اقبال کا ایک جامع اور بلیغ جملہ نقل کیا ہے۔ جو بقول مقالہ نگار مسلک دیوبندیت کی صحیح تصویر کھینچ دیتا ہے۔ علامہ اقبال سے کسی نے پوچھا کہ دیوبندی کیا کوئی فرقہ ہے۔؟ کہا نہیں۔ ہر معقول پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔ اقبال مرحوم کے اس جملہ کی جامعیت کا اندازہ مسلک دیوبند پر مشتمل یہ مقالہ دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔

میرے لئے ذخیرۂ آخرت اور فوز دنیا فرمادے۔ پروانۂ راہداری ملتے ہی میں اطلاع دوں گا۔ درخواست گئی ہوئی ہے۔ منظوری آتے ہی انشاء اللہ خبر دلائی جائے گی۔ دعا جناب بھی فرماتے رہیں۔ میں بحمد اللہ بعافیت ہوں۔ آپ حضرات کی زیارت کو دل ترستا ہے۔ حق تعالیٰ آسان فرمادے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام۔ ۲۶ ۱۱/۸۴ ھ

---

(۳۷) حضرت المحترم زید مجدکم السامی۔

سلام مسنون نیاز مقرون۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۹ ۱۲/۸۴ ھ نے مشرف فرمایا۔ جلسہ مبارکہ کی شرکت باعث سعادت ہے۔ برابر تہیہ کئے ہوئے ہوں۔ اور منتظر ہوں کہ پاسپورٹ کب ملتا ہے۔ اس کی سعی جاری ہے۔ ابھی تک نہیں بنا ہے۔ اس کے بنتے ہی اطلاع دوں گا۔ مگر اسکی منظوری کی مدت کا تعین دشوار ہے۔ تخمینہ اور اندازہ ہے کہ شاید ایک ماہ تک ملجائے واللہ اعلم خدا تعالیٰ باحسن احوال آں حضرات کی زیارت و برکت سے مستفید فرمائے۔ دعا جناب بھی فرمادیں۔ اور بحمد اللہ سب خیریت ہے۔ والسلام۔ ۸ ۱/۸۵ ھ

---

(۳۸) حضرت المحترم زید مجدکم السامی

سلام مسنون نیاز مقرون گرامی نامہ موسومہ حضرت نائب مہتمم صاحب نظر نواز ہوا۔ آپ کی خیریت دعافیت سے دل مسرور ہوا۔ احقر سفر حج سے ۱۲ اپریل ۱۹۶۶ء کو دیوبند بعافیت پہنچ گیا تھا۔ اور الحمد للہ تادم تحریر بعافیت ہے۔ خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہو۔ چونکہ واردین صادرین دارالعلوم میں بکثرت آتے رہتے ہیں۔ اور وہ دارالعلوم کے بنیادی اور اساسی حالات پوچھتے تھے۔ جس کا زبانی بیان کرنا اور روزانہ بیان کرتے رہنا مشکل تھا۔ اس لئے احقر نے ایک صد سالہ تاریخ مرتب کرکے چھپوادی ہے[1] جس سے دارالعلوم کا اجمالی نقشہ اک دم سامنے آجاتا ہے۔ ایک نسخہ جناب کے لئے ارسال ہے جس طالب علم کی نقل سند کیلئے تحریر فرمایا گیا ہے۔ اس کے بارہ میں تعلیمات کو لکھ دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ وہاں سے نقل سند پہنچ جائے گی۔ امید ہے۔ کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ حضرات اساتذہ کرام کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ اگر حسن اتفاق سے جمع شدہ موجود ہوں۔ دعا سے فراموش نہ فرمادیں۔ والسلام ۱۲ ۲/۸۹ ھ

---

[1] دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی کے نام سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ دارالعلوم کی تاسیس، وجوہات تعلیمی تبلیغی انتظامی اور عام افادی کوائف کا مختصر اور جامع مرقع جس سے دارالعلوم کے ہمہ گیر اور عالمگیر خدمات پر روشنی پڑتی ہے۔ س۔

فتنۂ مرزائیت اور ہمارے قارئین

- فتنۂ قادیانیت اور مسلمانوں کی ذمہ داری
- قادیانیت اور بہائیت
- ایڈیٹر ندائے بلوچستان کی گرفتاری اور مرزائیت

مولانا۔ السلام علیکم۔ فتنۂ قادیانیت اور ہمارے فرائض کے تحت جناب قادر بخش صاحب نمائیدہ نیجی مسلم یوتھ آرگنائزیشن کے خیالات انتہائی قابلِ قدر ہیں۔ یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ اس دور افتادہ علاقہ میں بھی مسلمان اس فتنہ سے نمٹنے کا عزم لئے ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل چند سطور اسی فکر کو آگے بڑھانے کیلئے تحریر کی جارہی ہیں۔ آپ اپنے موقر جریدہ کے واسطہ سے یہ پیغام ان تمام لوگوں کو پہنچادیں جو اس مہم میں کسی نہ کسی شکل میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔

۱۔ عرب دنیا بالعموم اور افریقی مسلمان بالخصوص مرزائیوں کے بارہ میں کماحقہ، واقفیت نہیں رکھتے۔ وہ پاکستان سے جانیوالوں کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اور وہاں ان لوگوں کو اپنی جماعت کے عقائد کے نفوذ کا اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ ابتداً یہ لوگ اپنے آپ کو ایک عام مسلمان کی حیثیت سے ظاہر کرتے ہیں۔ اور پھر جب کوئی شخص ان کے حلقۂ اثر میں آجاتا ہے۔ تو پھر رفتہ رفتہ اپنے مخصوص عقائد (اور وہ بھی بڑے بھلے انداز اور غیر محسوس طریق سے) پیش کرتے ہیں۔ تاآنکہ وہ شخص بعد میں مشکل سے قابلِ اصلاح رہ جاتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ان تمام ممالک میں جہاں مسلمان بستے ہیں۔ اس چیز کا بھرپور پروپیگنڈا کیا جائے کہ یہ نام نہاد مسلمان دراصل انگریز اور یہودیوں کے آلہ کار ہیں۔ ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کے لئے دو طرفہ محاذ کھولا جائے۔ ایک دینی اور دوسرا سیاسی۔ دینی محاذ پر ان لوگوں کی وہ کتابیں منظرِ عام پر لائی جائیں جن میں انہوں نے کھلم کھلا قرآن پاک کے الفاظ کی من مانی تعبیر کی

ہے۔ ربوہ سے حال ہی میں جو قرآن پاک شائع ہوا ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کا انگریزی اور عربی ترجمہ عرب ممالک کے لوگوں کو جلد ہی ان کے اصل عقائد سے آگاہ کر دے گا۔ مختلف مقامات سے اصل ترجمہ فوٹو سٹیٹ کی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس طرح سے یہ ٹولا جلد ہی بے نقاب ہو سکتا ہے۔

سیاسی محاذ پہ ان لوگوں کی ان تحریروں اور کارروائیوں کو منظر عام پہ لایا جائے جن میں خود انہوں نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ اقبال کی تحریریں اس ضمن میں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان کو ہر ممکن پبلسٹی دی جائے۔ اسی سلسلہ میں شورش کاشمیری صاحب کی کتاب عجمی اسرائیل کا انگریزی اور عربی ایڈیشن بہت مفید رہے گا۔ عرب ممالک کو، جو اس وقت اسرائیل کے خلاف بنیان مرصوص بنے ہوئے ہیں۔ یہ بتانا بھی بہتر ہے کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودا کا مشن حیفہ میں موجود ہے۔

۲۔ اسلامی ممالک میں علماء کو بذریعہ خط و کتابت اور بالمشافہ اس عجمی فتنہ سے آگاہ کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں ان کی مفید آراء کو وہاں کے حالات کے مطابق عمل میں لایا جائے۔ انہیں اس بارہ میں اگر کوئی اشکال ہو تو مقامی علماء اور خصوصاً علماء ایم این اے حضرات ان کی تسلی کروائیں۔

۳۔ رابطہ عالم اسلامی کو اس خطرہ سے آگاہ کیا جائے۔ یہ ادارہ اس پوزیشن میں ہے کہ اپنے حلقۂ اثر میں اس فتنہ کا سدباب کر سکتا ہے۔

۴۔ کچھ عرصہ قبل سعودی حکومت نے چند چیدہ مرزائیوں کو ریاض اور جدہ سے نکال دیا تھا۔ قبل ازیں انہیں مسلمان ہی سمجھا جاتا رہا تھا۔ مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم کے بتانے پر ان لوگوں کے انخلا کا حکم جاری ہوا۔ اور پھر سرکاری طور پر مولانا کو ایک شکریہ کا خط لکھا گیا۔ جن کی نشاندہی پر ان دشمنان ملت کو نکالا گیا۔ یہ خط اب بھی موجود ہے۔ اس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں ممالک عرب میں ایک فتویٰ کا کام دے سکتی ہیں۔

۵۔ حال ہی میں لیبیا کے صدر معمر قذافی نے پاکستان سے فنی اور ثقافتی تعاون کا معاہدہ کیا ہے۔ اس خادم دین کو ان لوگوں کے عقائد سے آگاہ کر دیا جائے۔ وہ اس پوزیشن میں ہے۔ کہ وزیر اعظم بھٹو کو اس بارہ میں متاثر کر سکے۔

۶۔ مقامی طور پہ تمام مسلمان تاجران، کارخانہ مالکان اور اعلیٰ سرکاری افسران سے رابطہ قائم کیا جائے اور اعداد و شمار کی روشنی میں ان کو سمجھایا جائے۔ کہ اس وقت یہ منظم گروہ ان کے مفادات کا کس حد تک استحصال کر چکا ہے۔ اور کر رہا ہے۔ اور اگر انہوں نے اس خرابی کا بروقت نوٹس نہ لیا تو

تمام معیشت ان لوگوں کے قبضہ میں چلی جائے گی۔ (لا قدر ہا اللہ)

۷۔ مرزائیت کی رد میں اب تک جو لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ اس کی ایک فہرست تیار کی جائے۔ جس میں یہ بھی درج ہو کہ اس وقت یہ کتاب فلاں فلاں جگہ سے مل سکتی ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان اس سلسلہ میں کافی ممد ثابت ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں علماء کی ایک کنونشن بلائی جائے جو وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کتب میں سے ضروری کا انتخاب کر کے وسیع پیمانہ پر ان کی اشاعت اور تقسیم کا انتظام کرے۔

۸۔ اس کے لئے رقم کہاں سے آئے گی۔؟ ----- حال ہی میں مدیر چٹان نے قادیانی محاسبہ کمیٹی کا اجرا کیا اور اس کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ ایک لاکھ روپیہ اس کے لئے فراہم ہو گیا۔ اگر علماء کی مشترکہ اپیل ہو، مثبت کام کی نشاندہی کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وافر سرمایہ اس کار خیر کے لئے جمع نہ ہو۔ ۱۹۵۳ء میں خون دینے والی قوم رقم دینے سے پہلو تہی نہیں کرے گی۔ انشاء اللہ۔

۹۔ اصاغرین قوم یعنی طالب علموں کو بھی اس مشن میں شامل کیا جائے۔ انہیں دفاعی اور جارحانہ دونوں طرح کے دلائل سے لیس کیا جائے۔ عیسائی مشنریوں کے بائبل کے اسباق FREE BIBLE COURSES کے نمونہ پر اسباق تیار کئے جائیں اور دلچسپ پیرائے میں ان کو ترتیب دیکر شائع کیا جائے۔

امید ہے ان گذارشات پر قرار واقعی غور ہو گا۔ اور بزرگان ملت اس سلسلہ میں ضروری راہنمائی فرمائیں گے۔ فقط والسلام

احقر مقصود احمد گتہ مل۔ راہوالی۔ گوجرانوالہ

قادیانیت اور بہائیت | سرور گرامی۔ تمام مطالب الحق جالب وار زندہ ہستند ولی مطالبی کہ در حین تدوین قانون اساسی پاکستان برای ترویج آئین اسلامی منتشر شدند لائق صد تعریف و تحسین می باشند۔ نیز مقالاتی کہ جہت تحفظ ختم نبوت، کہ در ہر شمارہ تحریر می شوند حتماً پیروان متنبّی قادیان را لرزہ بر اندام خواہند ساخت و خواہند فہمید کہ فرسنگھا دور از جادہ مستقیم در چاہ عمیق ضلالت افتادہ اند و امید است کہ اگر در قلب کسی انابۃ و حق پرستی باشد بہ راہ راست قدم بزنند ----- واللہ یہدی من ینیب۔

دبنظرم فتنۂ قادیانیّت و بہائیت برای تمام مسلمانان جہان خصوصاً برای مسلمانان دو کشور ہمجوار و دوست اعظم الفتن بشمار می آید۔ این مارہای آستین در ہر وقت و ہر آن تا جای کہ قادر باشد از نیش زدن بر وجود مبارک اسلام و مسلمین دریغ نمی کنند۔ پس باید راہنمایان دین متین در اظہار

سکانند و استیصال آنہا سعی بلیغ بنمایند تا عموم مردم از تبلیغات سوء و زہر آلود آنہا مصون باشند۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم۔

وموضوع دیگر کہ گاہ گاہی زینت صفحات گرانبہای الحق می شود موضوع نصاب تعلیم مدارس اسلامی است این موضوع درحقیقت موضوعی مہم و اساسی است باید صاحبان بصیرت صائبہ ہرچہ زود تر تجویزی صحیح وجدی بعمل آرند تا این تراث فاخر اسلاف باعظمت ماکہ وسیلہ حفظ وبقاء اسلام است از ہر نوع ضیاع در امان باشد۔ (رحیم بخش دھواری جامع محمدی سراوان ایران)

ایڈیٹر ندائے بلوچستان کی گرفتاری اور مرزائیت | آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بلوچستان میں مرزائیوں کے کٹر دشمن ایڈیٹر ندائے بلوچستان سعید اقبال خان کو ڈیفنس رولز پاکستان اور پبلک سیفٹی ایکٹ بلوچستان کے تحت گرفتار کرکے نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا ہے۔ سعید اقبال خان کا جرم یہ تھا۔ کہ اس نے قومی اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں سلیم اکبر بگٹی کے انتخابی جلسوں میں مرزائیوں کے ناپاک عزائم سے عوام کو آگاہ کیا۔

سلیم اکبر بگٹی کے والد نواب بگٹی نے اپنے دورِ گورنری میں مرزائیوں کی کتب پر پابندی لگا کر جو تاریخی کارنامہ انجام دیا تھا۔ اُسے خراج تحسین پیش کرنے کا یہ سب سے بہتر موقع تھا۔ اسی جذبہ کے تحت ایڈیٹر ندائے بلوچستان نے ان کا ساتھ دیا۔

مرزائیوں نے صوبائی وزیر میاں سیف اللہ پراچہ کی اس یقین دہانی پر پیپلز پارٹی کا بھرپور ساتھ دیا کہ انتخابات کے فوری بعد سعید اقبال خان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ چنانچہ انتخاب ختم ہونے کے دوسرے دن یعنی ۲۵ فروری کی شب سے سعید اقبال خان گرفتار کرکے غائب کر دئے گئے ہیں۔ قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ (منیجر ہفت روزہ ندائے بلوچستان۔ کوئٹہ)

بقیہ: نماز — امام احمد صاحب نے قصداً تارک الصلوٰۃ کو کفر کی حدود میں داخل سمجھ کر مرتد کا حکم لگا دیا بعض دوسرے ائمہ اگرچہ فوری طور پر اسکو کافر نہیں کہتے، لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ کفر کے قریب پہنچا، اگر توبہ نہ کی، تو انجام کار ایمان کی حدود سے نکل جائے گا۔ جیسا کہ کوئی شخص خشک بیاباں میں سفر کرتا ہو اور اس کے پاس پینے کیلئے پانی ختم ہو جائے۔ اس کے متعلق کہا جائے کہ فلاں ہلاک ہوا۔ اگرچہ وہ بالفعل ہلاک نہیں۔ لیکن اسباب ہلاکت چونکہ پیدا ہوئے ہیں۔ تو آخر کار ہلاک ہوگا۔ ✽

اسمبلی کے ریکارڈ سے مرتب کیا گیا

قومی اسمبلی میں
شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ
کے

سوالات (اور) جوابات

قومی اسمبلی میں قومی و ملی مسائل پر شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ کے سوالات اور وزراء کے جوابات جتنے دستیاب ہو سکے ہیں۔ بلا تبصرہ پیش ہیں۔ ؎

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(ادارہ)

پٹرول ڈیلروں کے مسائل

سوال ۶۱ (۴-۷-۹۰) کیا وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

الف:- آیا یہ حقیقت ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے پٹرول ڈیلروں کی کمیشن میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔

ب:- آیا یہ امر واقع ہے۔ کہ کمیشن کی موجودہ شرح وہی ہے۔ جب پٹرول اور ڈیزل بالترتیب ۳ روپے اور ۲۵/۲ روپے فی گیلن کے نرخ پر فروخت ہوتے تھے۔

پ:- آیا موجودہ مہنگائی اور ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مراعات کے پیش نظر پٹرول کے بیوپاریوں کو فی الوقت جو کمیشن دیا جاتا ہے۔ وہ ان کے تمام اخراجات پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔

ت:- کیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ تیل کی کمپنیاں قبل ازیں پٹرول کے بیوپاریوں کو متعدد مراعات دیتی تھیں جو کہ اب واپس لی جا چکی ہیں۔

ٹ:- کسی پٹرول پمپ کو تیل کی فروخت سے اوسطاً روزانہ کتنا منافع ہوتا ہے۔ اور کسی پٹرول پمپ کے مصارف کتنے ہوتے ہیں۔

جواب :- جناب محمد حنیف وزیر ایندھن، بجلی، قدرتی وسائل

الف :- یکم مارچ ۱۹۷۱ء سے پٹرول پر کمیشن کی شرح ۱۹ پیسے سے بڑھاکر ۲۵ پیسے فی گیلن اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر ۵ پیسے سے بڑھاکر ۱۰ پیسے فی گیلن کردی گئی ہے۔

ب :- جی نہیں۔

پ :- جی ہاں، مگر شرط یہ ہے کہ اخراجات معقول ہوں۔

ت :- تیل کمپنیاں دھماکہ خیز اشیاء کی فیس ادا کر رہی ہیں۔ اور انہیں دئے گئے ساز و سامان کی مرمت کراتی ہیں۔ ان کمپنیوں نے یہ سہولتیں واپس نہیں لی ہیں۔ صرف ایک کمپنی پہاڑی علاقوں میں اپنے پمپوں کو ایک فیصد کمی کا الاؤنس دیتی تھی۔ جسے اب کمپنی نے اپنے منافع کی حد میں کمی کے پیش نظر واپس لے لیا ہے۔

ٹ :- اس بات کا دار و مدار تجارت کی مقدار، پمپ کی کارکردگی نیز اس کے محل وقوع پر ہوتا ہے۔ طبعی نمونوں کی بنیاد پر لئے گئے۔ جائزوں سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ پٹرول پمپ کا اوسط روزانہ منافع اندازاً ۵۲ روپے اور اوسط ماہانہ خرچ اندازاً ۳۰۶۵ روپے ہوگا۔

قومی سکیل اور صوبہ سرحد

سوال :- (۴-۴-۷۲-۱۰) کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے۔ کہ :

الف :- کیا یہ درست ہے کہ حکومت شمالی مغربی سرحدی صوبہ نے وفاقی حکومت کے نئے قومی تنخواہ اسکیلوں کا اعلان ابھی تک نہیں کیا ہے۔

ب :- کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے قومی تنخواہ اسکیل صوبہ سرحد میں تاحال رائج نہیں کئے گئے۔

پ :- اگر مندرجہ بالا الف اور ب کے جوابات اثبات میں ہوں تو اس کی وجوہ بیان کی جائیں۔

جواب :- جناب عبدالحفیظ پیرزادہ

الف :- جی نہیں۔

ب :- جی نہیں۔

پ :- سوال پیدا نہیں ہوتا۔

★

عربی زبان کا فروغ اور حکومت

سوال ۴۸ (۷۴-۴-۱۰) کیا وزیرِ تعلیم بیان فرمائیں گے :-

الف :- کیا یہ درست ہے کہ عوام نے لاہور میں اسلامی سربراہ کانفرنس کے انعقاد کے بعد عربی میں گہری دلچسپی لینی شروع کر دی ہے ۔؟

ب :- اگر الف کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت نے عربی کے فروغ و تعلیم کے لئے کوئی اقدام کیا ہے ؟

پ :- کیا حکومت تعلیمی اداروں کے نصابوں میں عربی کو لازمی مضمون کا درجہ دینے پر تیار ہے ؟

جواب :- جناب عبدالحفیظ پیرزادہ ۔

الف :- جی ہاں حال ہی میں لاہور میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہونے والی اسلامی سربراہ کانفرنس کے نتیجہ میں پاکستان کے عوام نے عربی زبان کے بارے میں نہایت جوش و خروش کا اظہار کیا ہے ۔ اور اس میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں ۔

ب :- عربی کو فروغ دینے کے لئے عوامی حکومت مثبت مساعی بروئے کار لا رہی ہے ۔ السنۂ جدیدہ کے قومی ادارے کی طرف سے عربی کے کل وقتی نصاب پیش کئے جا رہے ہیں ۔ مزید برآں یہ ادارہ عربی کے جز وقتی نصابوں کا انتظام کر رہا ہے ۔ اور عام لوگوں کے لئے بھی بذریعہ ریڈیو اور ٹیلیویژن عربی کے سبق پیش کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے ۔ عربی کے نصاب ، قومی مراکز پاکستان کی طرف سے بھی ملک بھر میں چلائے جا رہے ہیں ۔ اور جن چھوٹے شہروں اور قصبات میں قومی مراکز پاکستان کی شاخیں نہیں ہیں ۔ وہاں بھی عربی نصاب شروع کرنے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے ۔ اس طرح ہر وہ شہری جو عربی سیکھنے کا خواہش مند ہو گا ۔ ان نصابوں میں داخلہ لے سکے گا ۔ اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی کے مطالعہ کی گنجائش موجود ہی ہے ۔

پ :- ثانوی تعلیمی بورڈ ، حیدر آباد پہلے ہی اسلامیات کے لازمی مضمون کے ساتھ عربی سکھانے کی قرارداد منظور کر چکا ہے ۔ اس قرارداد کی حمایت کی جا رہی ہے ۔ اور دوسرے ثانوی تعلیمی بورڈوں کو بھی ایسے ہی اقدامات کرنے کے لئے کہا جائیگا ۔ طلباء کے لئے یہ تصریح پہلے ہی موجود ہے کہ وہ ابتدائی سکولوں کی جماعت ششم تا ہشتم میں عربی کا انتخاب کریں ۔

یوم جمعہ کی چھٹی

سوال ۳۰۱ (۸۴-۴-۱۱) کیا وزیر داخلہ ارشاد فرمائیں گے کہ :-

ا- کیا قومی اسمبلی نے جمعہ کے دن مکمل چھٹی کے اعلان سے متعلق کوئی قرار داد خصوصی کمیٹی کو بھیجی تھی ؟

ب :- اگر الف بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا کمیٹی کی جانب سے رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع کر دی گئی ہے -؟

پ :- کمیٹی نے اب تک کیا کام کیا ہے -؟

ت :- کیا کمیٹی کسی متفقہ فیصلے پر پہنچی ہے -؟

ٹ :- کب تک کمیٹی کی جانب سے سفارشات پیش کرنے کی توقع ہے۔

جواب :- دستیاب نہیں ہو سکا۔ (ادارہ)

تحصیل نوشہرہ کے پسماندہ علاقے اور اس کے مسائل

سوال ۱۲۵ (۸۴-۴-۱۵) کیا وزیر خوراک وزراعت دیہی ترقی بیان فرمائیں گے کہ :-

الف :- کیا وفاقی حکومت ضلع پشاور کی تحصیل نوشہرہ کے نہایت پسماندہ چراٹ تا نظام پور واٹک کے پہاڑی علاقہ کے دونوں طرف آباد لاکھوں عوام کو بنیادی ضروریات اور آسائشوں، تعلیم، طب، مواصلات، بجلی اور پانی کی فراہمی کے لئے مرکزی سطح پر توجہ دے سکے گی -؟

ب :- اگر جواب نفی میں ہے تو کیا ایسے پسماندہ علاقوں کو صرف صوبوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا آئین اور موجودہ حکومت کی عوامی فلاح کی پالیسیوں سے ہم آہنگ ہے -؟

جواب :- میجر جنرل ریٹائرڈ جمالدار۔

الف :- آئین کے تحت صوبوں میں ان سہولتوں کی فراہمی۔ متعلقہ صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ صوبائی حکومتیں، دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ سہولتیں بہم پہنچانے کی سعی بلیغ کر رہی ہے۔

ب :- وفاقی حکومت کو بھی صوبوں کی طرح مساوی طور پر پاکستان کے پورے دیہی علاقوں خصوصاً وہ جو نسبتاً زیادہ پسماندہ ہیں کی ترقی سے تعلق ہے۔ یہ مقصد صوبوں کو مناسب رقوم کی تخصیص کر کے حاصل کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے ۳۰۰ ملین روپے کی رقم صوبہ سرحد کے سالانہ ترقیاتی پروگرام

برائے ۷۴-۱۹۷۳ء کیلئے رکھی گئی ہے۔ جبکہ ۱۹۷۳ء-۱۹۷۲ء میں ۱۵۷ ملین روپے رکھے گئے تھے۔

زرعی اصلاحات اور چھوٹے مزارعین ومالکان اراضی

سوال ۱۳۰ (۷۴-۴-۱۵) کیا وزیر خوراک، زراعت ودیہی ترقی ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے۔؟

د۔ آیا یہ حقیقت ہے کہ زرعی اصلاحات نے چھوٹی زمینوں کے مالکان کے لئے کئی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔؟

ب:۔ آیا حکومت ۱۲،۵ ایکڑ زمین کی بجائے ۲۵ ایکڑ زرعی زمین کو ان اصلاحات کی وسعت سے نکالنے کو تیار ہے۔

جواب:۔ میجر جنرل (ریٹائرڈ) جمالدار

الف:۔ یہ سوال مبہم ہے۔ جن مشکلات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان کی تخصیص نہیں کی گئی۔ معزز رکن سے درخواست ہے۔ کہ ان کی تخصیص فرمادیں۔

ب:۔ اس سوال میں بھی ابہام ہے۔ ۱۲،۵ ایکڑ کی ملکیت ضابطہ کے دائرہ سے باہر نہیں ضابطہ کی تمام تصریحات کا مساوی طور پر ۵ر۱۲ ایکڑ اور ۲۵ ایکڑ پر اطلاق ہوتا ہے۔

ریڈیو، ٹی وی اور عربی زبان

سوال ۱۳۲ (۷۴-۴-۱۶) کیا وزیر اطلاعات ونشریات اوقاف اور حج ارشاد فرمائیں گے کہ:۔

الف:۔ کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ عربی میں پروگرام ریڈیو سے نشر اور ٹیلیویژن سے پیش کئے جاتے ہیں۔؟

ب:۔ اگر الف بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اسکی تفصیلات کیا ہیں۔؟

پ:۔ آیا حکومت عرب ریاستوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے اور عربی زبان کو فروغ دینے کے لئے لٹریچر، اخبارات یا رسائل عربی زبان میں شائع کرتی ہے۔؟

ت:۔ اگر پ بالا کا جواب اثبات میں ہو۔ تو اسکی تفصیلات کیا ہیں۔ بصورت دیگر اس سلسلے میں آئندہ کیا اقدامات کرنے کی تجویز ہے۔؟

جواب:۔ مولانا کوثر نیازی۔

الف:۔ جی ہاں۔

ب :- ریڈیو سے نشریات کی تفصیلات :-

ملکی نشریات

۱- ملک کے ساتوں اسٹیشنوں سے تلاوت کلام پاک روزانہ دس منٹ

۲- ملک کے ساتوں اسٹیشنوں سے عربی کے اسباق دس منٹ روزانہ (یہ اسباق ۱۱/اپریل ۱۹۷۴ء سے شروع ہوں گے۔)

۳- ملک کے تمام اسٹیشنوں سے خاص مواقع مثلاً رمضان المبارک اور ربیع الاول میں قرأت کے پروگرام۔

۴- ملک کے تمام سات اسٹیشنوں سے عرب موسیقی روزانہ دس منٹ۔

بیرونی نشریات

روزانہ ساڑھے گیارہ بجے شب سے لیکر ایک بجے تک ڈیڑھ گھنٹہ کی عربی نشریات تمام عربی بولنے والے ممالک کے لئے اس میں تلاوت، کلام پاک، خبریں، تقریریں۔ تبصرہ پاکستانی اور عربی موسیقی پیش کی جاتی ہے۔

ٹیلیویژن پروگراموں کی تفصیل :

۱- پاکستان میں ٹیلیویژن کے تمام مراکز کی نشریات پروگرام بصیرت سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ پروگرام آٹھ منٹ کا ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں آیات قرآنی کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور ان کی تفسیر بھی دی جاتی ہے۔

۲- مندرجہ ذیل موقعوں پر پاکستان ٹیلیویژن کارپوریشن کے تمام مراکز سے قرأت کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

عید میلاد النبیؐ۔ عید الفطر۔ عید الاضحی۔ حج۔ شب معراج۔ محرم الحرام اور رمضان المبارک۔

۳- حج کے موقع پر دوسرے اسلامی ممالک کے عربی پروگرام بھی نشر کئے جاتے ہیں۔

۴- جب بھی بین الاقوامی قرأت کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اگر ان کا ریکارڈ دستیاب ہو تو پاکستانی ٹیلیویژن کارپوریشن کے تمام مراکز سے نشر کئے جاتے ہیں۔

۵- اسلامی سربراہ کانفرنس سے پیشتر اور اس کے انعقاد کے دوران مسلم ممالک کے عربی پروگرام پاکستان ٹیلیویژن کارپوریشن کے تمام مراکز سے نشر کئے گئے۔ اور اسی طرح لاہور کے ٹیلیویژن مرکز سے عربی میں خبریں باقاعدہ نشر کی جاتی رہیں۔

۱۔ پاکستان ٹیلیویژن کارپوریشن کے تمام اسٹیشنوں سے عربی میں اسباق شروع کرنے کے انتظامات کئے جارہے ہیں۔ امید ہے مہینہ بھر کے اندر اندر ان پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

ج۔ جی ہاں۔ تفصیلات :

۱۔ وزارت اطلاعات ونشریات کا ادارہ مطبوعات وفلم سات زبانوں میں جن میں عربی بھی شامل ہے۔ ایک دو ماہی رسالہ پاکستان مصوّر شائع کر رہا ہے۔

۲۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے دوران اس ادارے نے شریک ملکوں کی تاریخ اور وہاں کے رہنماؤں کے حالات زندگی پر مشتمل عربی زبان میں رسالے شائع کئے۔ اس کے علاوہ دو اور رسالے ایک پاکستان کے متعلق اور دوسرے اسلامی ممالک سے اتحاد کو مستحکم کرنے کیلئے پاکستان نے جو کام کیا ہے۔ اس کے متعلق شائع کئے۔

۳۔ وزارت کے اس ادارے کی کئی مطبوعات جو عرب ممالک کے لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں۔ عربی زبان میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور ان ممالک میں ہمارے سفارتخانوں کے ذریعے تقسیم کی جاتی ہیں۔

عربی زبان کی باقاعدہ تدریس کے لئے اس ادارے کی طرف سے شائع ہونے والے ہفتہ وار رسالہ پاک جمہوریت میں ایک سیکشن عربی کی تعلیم کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یکم اپریل ۱۹۷۳ء سے جبکہ بیرونی ممالک میں نشر و اشاعت کا شعبہ وزارت امور خارجہ کی تحویل میں جاچکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سمندر پار کے ملکوں جن میں عرب ممالک بھی شامل ہیں، کی نشر و اشاعت کا بجٹ بھی اس وزارت کو دے دیا گیا ہے۔ بہرحال وزارت اطلاعات اپنے مقدور بھر کوشش کر رہی ہے۔ کہ عرب ممالک، ایران اور دیگر مسلم ممالک سے ہمارے تعلقات میں اضافہ ہوتا رہے۔

ملک میں بے روزگاری

سوال ۱۳۸ (۲۔۴۔۷۴) کیا وزیر افرادی قوت ارشاد فرمائیں گے کہ :۔

الف :۔ آیا یہ حقیقت ہے کہ ملک کے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے بیروزگاری ایک سنگین مسئلہ بن گئی ہے۔؟

ب :- آیا وفاقی حکومت اس مسئلے کو حل کرنے میں صوبوں کی امداد کرنے کیلئے کسی قسم کے اقدامات کر رہی ہے۔

پ :- آیا یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں بے روزگار افراد نوکریوں کی تلاش میں ممالک غیر جاتے ہیں۔

ت :- آیا یہ درست ہے کہ ان لوگوں کو غیر ملکوں میں کئی ایک بے آرامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔؟

ٹ :- کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ باہر جانے والے ملازمتوں کے متلاشیوں پر پابندی لگائی جائے۔ اور ملک کے اندر ہی ان کیلئے روزگار کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔؟

جواب :- چوہدری محمد حنیف :

الف :- جی ہاں۔

ب :- اس مسئلہ سے موثر طور پر نمٹنے کیلئے وفاقی حکومت صوبوں کی پوری مدد کر رہی ہے۔ ملک میں بے روزگاری سے نمٹنے کیلئے کئی پروگرام تشکیل کئے گئے ہیں۔ ان پروگراموں میں سے بعض کو حکومت براہ راست عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ جیساکہ قومی ترقیاتی رضاکارانہ پروگرام جبکہ دوسرے پروگراموں پر صوبائی حکومتیں وفاقی حکومت کی جانب سے دی جانے والی مالی امداد سے عمل درآمد کر رہی ہیں۔ جیسے عوامی تعمیراتی پروگرام، دیہی ترقیاتی پروگرام وغیرہ۔

پ :- جی نہیں۔ تعداد حد سے زیادہ خیال نہیں کی جاتی۔

ت :- جی نہیں۔ ماسوائے ان لوگوں کے جو ناپسندیدہ طور پر بیرون ملک جاتے ہیں۔

ٹ :- جی نہیں۔ اس کا حل ناپسندیدہ روانگی کو روکنے میں ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کی بیرون ملک روانگی پر بندش لگانے میں جن کے پاس نوکری کی مناسب پیشکش موجود ہوں۔ اصل میں حکومت زرمبادلہ کمانے، بے روزگاری ختم کرنے اور دوست ممالک کو فنی تعاون مہیا کرنے کے خیال سے سوچی سمجھی اور منظم بنیاد پر افرادی قوت کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ب بالا میں بیان کردہ اقدامات کے علاوہ حکومت سرکاری اور نجی شعبوں میں روزگار کے مزید مواقع پیدا کرنے کی سر توڑ کوشش بھی کر رہی ہے۔

ربوہ کا سالانہ اجتماع اور سرکاری خرچ پہ سوئی گیس

سوال ۱۴۲ (۴-۷-۷۴-۱۶) کیا وزیر اینڈحسن ؛ بجلی و قدرتی وسائل ارشاد فرمائیں گے کہ :

آیا یہ حقیقت ہے کہ سوئی گیس کمپنی نے ہنگامی بنیاد پر احمدی فرقہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر ربوہ میں پانچ ہزار فٹ لمبی پائپ لائن بچھائی جس پر تقریباً چار لاکھ روپے لاگت آئی۔

جواب :- محمد حنیف

جی ہاں - لیکن صرف ۸۰ ہزار روپے خرچ ہوئے - چار لاکھ نہیں -

قومی پے سکیل اور پرانے ملازمین کی حق تلفی

سوال نمبر ۱۴۷ (۲۷-۴-۱۷) کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے کہ :

الف :- آیا یہ امر واقع ہے کہ نیشنل پے سکیل کے اجراء کے بعد پرانے ملازمین کو نئے بھرتی ہونے والے ملازمین کی نسبت نقصان اٹھانا پڑا ہے - ؟

ب :- کیا یہ درست ہے کہ وہ ملازمین جن کی تاریخ سالانہ ترقی یکم دسمبر تھی - نیشنل پے اسکیل کے بعد خسارہ میں نہیں رہے - ؟

پ :- کیا یہ صحیح ہے کہ ۷۰۰ روپے تک تنخواہ پانے والے ملازمین کو -/۲۵ روپے مہنگائی الاؤنس دیا گیا ہے - جبکہ ملٹری پنشنروں کو عبوری امداد کے علاوہ مہنگائی الاؤنس بھی دیا جا رہا ہے - جسکا مجموعہ -/۶۰ روپے سے کم نہیں بنتا -

ت :- اگر پ کا جواب اثبات میں ہو تو اس تفاوت کا جواز کیا ہے - ؟

جواب :- جناب جے - اے رحیم -

الف :- سب معاملات میں نہیں -

ب :- ان ملازموں کو کوئی نقصان نہیں ہوا -

پ :- ۷۰۰ روپے تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو -/۲۵ روپے ماہانہ مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے - تمام پنشنروں کو جو مہنگائی الاؤنس اور عبوری امداد کی مجموعی رقم -/۶۰ روپے نہیں بنتی - بعض معاملات میں یہ رقم کم ہے - اور بعض میں زیادہ ہے -

ت :- سرکاری پنشنر جنہیں مہنگائی الاؤنس اور عبوری امداد دی گئی ہے - ان کے مقابلے میں سرکاری ملازمین کو مہنگائی الاؤنس اور قومی پے اسکیل اسکیم کے تحت تنخواہوں پر نظر ثانی سے فائدہ پہنچا ہے -

ملازمین اور میڈیکل الاؤنس

سوال نمبر ۱۴۹ (۲-۴-۱۷) کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے کہ :-

الف :- آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ گریڈ ۲-۹ کے سرکاری ملازمین کو کسی قسم کا میڈیکل الاؤنس نہیں دیا جاتا۔ ؟

ب :- کیا حکومت ان سرکاری ملازمین کو میڈیکل الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ؟

جواب :- جناب جے۔ اے رحیم۔

الف :- جی ہاں کسی سرکاری ملازم کو یہ الاؤنس نہیں ملتا۔ بہر حال سرکاری ملازمین کا سرمایہ ہسپتالوں میں مفت علاج کیا جاتا ہے۔

ب :- سرکاری ملازمین کے کسی زمرہ کو یہ الاؤنس دینے کا ارادہ نہیں ہے۔

سرحد و پنجاب کے درمیان گھی اور غذائی اجناس کی نقل و حمل پر پابندی

سوال نمبر ۱۵۰ (۱۷-۴-۷۴) الف :- کیا وزیر تعلیم و صوبائی رابطہ بیان فرمائیں گے کہ :-

آیا یہ امر واقع ہے۔ کہ صوبہ پنجاب و سرحد کے درمیان آٹا و گھی کی نقل و حرکت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ ؟

ب :- اگر مندرجہ بالا الف کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پنجاب سے مختلف مقامات پر آٹا و گھی لے جانے والوں کو پولیس ناجائز تنگ کیوں کرتی ہے۔

جواب :- (دستیاب نہ ہو سکا۔)

صوبہ سرحد اور وفاقی حکومت کے قرضے

سوال نمبر ۱۵۱ (۱۷-۴-۷۴) کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وفاقی حکومت نے صوبہ سرحد کو وہ سابقہ قرضے معاف کر دئے ہیں۔ جو آب پاشی اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے اسے دئے گئے تھے۔ ؟

جواب :- جناب جے۔ اے رحیم۔

۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی کی حکومت کی طرف وفاقی حکومت کے روپوں میں تمام واجب الادا قرضے معاف کر دئے گئے ہیں۔

چند مسترد شدہ سوالات

افواج کی ترقیاتی پالیسی

الف :- کیا وزیر دفاع بتا سکیں گے کہ افواج کی موجودہ پروموشن پالیسی سے اچھے تجربہ کار اور مستحق افسران کی حق تلفی ہو رہی ہے۔؟

ب :- کیا یہ صحیح ہے کہ بہت سے جونیئر افسران کو ترقی دی گئی اور جس سے سروسز میں بے اطمینانی پھیل گئی ہے۔

ج :- سروس ترقیوں میں بلوچستان اور سرحد سے کتنے لوگ لئے گئے ہیں۔ ان کے نام عہدہ اور ترقیوں کی تفصیل کیا ہے۔؟

د :- کیا یہ درست ہے کہ سرحد سے نیوی کے دو لفٹیننٹ کمانڈر جنکی کارکردگی کی رپورٹ اچھی تھی اور جو کمانڈر کی پوسٹ پر کام کر رہے تھے۔ پچھلے آٹھ ماہ سے دونوں کو کراس کر کے جونیئر افراد کو ترقی دی گئی۔؟

آرڈیننس ڈپو لاہور کے ملازمین سے زیادتی

الف :- (۲۳-۷۳-۱-۳) کیا وزیر محنت بتا سکیں گے کہ :-

کیا یہ صحیح ہے کہ ریٹائرمنٹ پالیسی کے باوجود آرڈیننس ڈپو لاہور سے مزدوروں کا ۵۵ سال عمر یا ۲۵ سال سروس کے حساب سے اخراج ہوا ہے۔؟

ب :- کیا یہ صحیح ہے کہ ۵۵ سال یا ۲۵ سال سروس مکمل ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کو کام پر بلایا گیا۔ اور کام کر رہے ہیں۔ جو پہلے ریٹائرمنٹ پر تھے۔؟

ج :- کیا یہ صحیح ہے۔ کہ آرڈیننس ڈپو لاہور کے ملازمین کو مہنگائی الاؤنس نہیں دیا گیا۔؟

سرکاری ضیافتیں، شراب اور سؤر کا گوشت

سوال ۱ (۲۳-۷۳-۳-۳) کیا یہ صحیح ہے کہ حکومت کے زیر اہتمام ملک کے اندر یا باہر دی جانے والی ضیافتوں میں شراب اور دیگر الکحل کے مشروبات، سؤر کا گوشت اور دیگر ایسے طعام جو اسلام کی رو سے

حرام ہیں امپیش کئے جاتے ہیں ۔؟ اگر ایسا ہے تو کیا اسلامی مملکت کے شایانِ شان ہے ۔
سوال ۲ (۴، ۴-۴-۴) اگر نہیں تو اس کی روک تھام کے لئے کوئی اقدامات زیرِ غور ہیں ۔؟

اضافہ تنخواہ میں تفاوت

سوال ۳ کیا وزیر خزانہ بتاسکیں گے کہ نئے پے سکیل میں جونیئر کلاس ون افسروں کی تنخواہ ۴۵۰/- سے ۵۰۰/- اور سینئر کلاس ون افسروں کی تنخواہ ۷۵۰/- سے ۱۰۰۰/- تک مقرر ہوئی ہے ۔ یہ عظیم تفاوت اسلام کے نظام عدل اور مساوات سے جوڑ کھاتا ہے ۔

سی ڈی اے کے ملازمین

سوال ۴ (۲۴، ۴-۹) کیا وزیر موصوف بتاسکیں گے کہ محکمہ سی ڈی اے میں باہر سے آئے ہوئے ملازمین جو کہ اسی وجہ سے بلائے گئے تھے کہ اس محکمہ کا اپنا سٹاف نہیں تھا ۔ اب اپنے سٹاف ہونے کے باوجود ان لوگوں کو سی ڈی اے میں رکھا گیا ہے ۔؟ اور اپنے سٹاف سے زائد تنخواہ ان کو مل رہی ہے ۔ جو کہ مذکورہ محکمے کے اوپر ایک زائد بوجھ ہے ۔

سوال ۵ کیا وزیر موصوف یہ بتاسکیں گے کہ محکمہ سی ۔ ڈی ۔ اے میں ان باہر سے آئے ہوئے ملازمین کو جن کے دس برس پورے ہو چکے ہیں ۔ اور جن کے بارے میں فیصلہ بھی ہو چکا ہے ۔ کہ وہ اپنے محکموں کو واپس چلے جائیں ۔ ان کی واپسی کی رفتار اتنی سست کیوں ہے ۔؟

سوال ۶ کیا وزیر موصوف بتاسکیں گے ۔ کہ محکمہ سی ڈی اے نے ان باہر کے ملازمین میں چند یا کسی ایک کو دو دفعہ واپسی کے آرڈر کرنے کے بعد پھر تیسری مرتبہ کیوں اس محکمہ میں رکھا گیا ۔ اور سابقہ آرڈروں کو التوا میں رکھنا پڑا اور یونین کے بار بار مطالبات کے باوجود ان کو کیوں زائد میعاد دی جا رہی ہے ۔

تعارف وتبصرۂ کتب

جناب اختر راہی۔ ایم۔ اے

برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ | مؤلف۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی۔ ناشر:۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ لاہور۔ صفحات: ۳۸۴۔ قیمت گیارہ روپے۔

ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے مرحوم ڈائریکٹر شیخ محمد اکرام کو برصغیر پاک و ہند کی ادبی و ثقافتی تاریخ سے خصوصی دلچسپی تھی۔ مرحوم نے خود بھی اس موضوع پر قابلِ قدر کام کیا۔ اور ان کی خواہش تھی کہ اس موضوع کے ہر ممکن پہلو پر تحقیقی کام کیا جائے۔ مرحوم نے ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے رفیق مولانا محمد اسحاق بھٹی کو برصغیر میں علم فقہ کے عنوان سے کام کرنے پر آمادہ کیا۔ مولانا موصوف کی تحقیق و جستجو کا نتیجہ زیر نظر کتاب ہے۔

برصغیر میں ابتدا ہی سے فقہ حنفی رائج رہا ہے۔ اس لئے زیادہ تر فقہی تالیفات اس مسلک کے مطابق لکھی گئی ہیں۔ فاضل مؤلف نے اپنی زیر نظر کتاب میں گیارہ اہم فقہی کتب کا تعارف پیش کیا ہے۔ جن میں سے صرف دو "فتاویٰ عالمگیری" اور "المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ" زیور طباعت سے آراستہ ہیں۔ باقی نو کتابیں تاحال شائع نہیں ہوئیں۔ بلکہ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں مخطوطات کی صورت میں موجود ہیں۔ قدیم ترین فقہی مخطوطہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہدِ حکومت کا فتاویٰ غیاثیہ ہے۔

برصغیر میں علم فقہ کے موضوع پر اکا دکا مضامین تو دار المصنفین اعظم گڑھ کے مجلہ "معارف" میں شائع ہوتے تھے مگر کوئی ایسی مستقل بالذات کتاب شائع نہیں ہوئی تھی۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے یہ کتاب لکھ کر بہت بڑی کمی پوری کی ہے۔ تاہم تلاش و جستجو سے مزید کتابیں مل سکتی ہیں۔ جن کا تذکرہ جلد دوم میں ہونا چاہیئے۔

زیر نظر کتاب میں مؤلف نے ہر کتاب کا مختصر اور جامع تعارف کرایا ہے۔ کتاب کے مصنف کے بارے میں معلومات مہیا کی ہیں۔ اور مخطوطہ کی فنی نوعیت سے بھی بحث کی ہے۔ — مطالعہ

کے دوران میں کتابت کی غلطیوں کے علاوہ ایک دو علمی غلطیاں محسوس ہوئی ہیں۔ فاضل مؤلف نے فقہی مخطوطات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ معین الدین اجمیریؒ کے "فتاویٰ نقشبندیہ" کا تذکرہ کیا ہے۔ (صـ۲۹)

خواجہ معین الدین اجمیریؒ سلسلہ چشتیہ سے منسلک تھے۔ اور ان سے کسی "فتاویٰ نقشبندیہ" کا انتساب درست نہیں ہو سکتا۔ خواجہ معین الدینؒ کے کسی تذکرہ نگار نے ان کے فتاویٰ کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ان کے ہم نام خواجہ معین الدین کشمیری کے ترجمہ میں مولوی رحمان علی نے فتاویٰ نقشبندیہ کا ذکر کیا ہے۔ خواجہ معین الدین خطۂ کشمیر کے ایک بڑے شیخ طریقت اور عالم تھے۔ انہوں نے ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی تھی۔

فتاویٰ تاتارخانیہ کے ذیل میں محمد بن تغلق کے معاصر علماء و فضلاء کے ذکر میں مولانا فخر الدین زرادی مؤلف "عثمانیہ" کو فخر الدین رازی لکھ دیا گیا ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری" کے ۲۸ مؤلفین کے حالات درج ہیں۔ ان میں عبداللہ چلپی کا اضافہ بھی ہونا چاہیئے۔ جن کے بارے میں "تبصرۃ الناظرین" میں ہے۔ "چلپی عبداللہ بہ ترجمہ آں (فتاویٰ) مامور بود۔"

کتاب کے آخر میں فاضل مؤلف نے فقہ کی اکیاسی کتابوں کا مختصر تعارف دیا ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کے مؤلفین کے نام لکھ دینے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

پیارے رسول کی پیاری دعائیں | مرتب: محمد عطاء اللہ حنیف۔ صفحات: ۸۰۔ قیمت ایک روپیہ ۲۰ پیسہ۔ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ۔ لاہور۔

زیر نظر کتابچہ میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے معتبر کتب حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ دعائیں یکجائی ہیں۔ عربی متن کے ساتھ آسان اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ تاکہ اردو خواں طبقہ بھی ان دعاؤں کی روح سے واقف ہو سکے۔ حاشیہ میں متن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور اس سے مرتب کی تحقیق پسند طبیعت کا اظہار ہوتا ہے۔

سبد باغ دو در | مؤلف: اسد اللہ خان غالب۔ حواشی نگار: امتیاز علی خان عرشی۔ ناشر: انجمن ترقی اردو، بابائے اردو روڈ۔ کراچی ۱۔ صفحات: ۵۲۔ قیمت: ایک روپیہ

اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب نے "کلیات نظم فارسی" کی طباعت

کے بعد "سبد چین" کے نام سے اپنے وہ اشعار یکجا کئے جو کلیات میں درج ہونے سے رہ گئے یا اس کی طباعت کے بعد کہے گئے۔ ایک عرصہ تک "سبد چین" غالب کی آخری تالیف خیال کی جاتی رہی۔ مگر تحقیق و جستجو سے معلوم ہوا ہے کہ غالب کی آخری تالیف "سبد باغ دودر" ہے۔

"سبد باغ دودر" غالب کی نظم و نثر دونوں کا تتمہ ہے۔ یہ مخطوطہ وزیر الحسن عابدی کے کتب خانہ میں تھا۔ انہوں نے اس کا متن اورنٹیل کالج میگزین میں شائع کیا تھا۔ ماہر غالبیات جناب عرشی رامپوری نے برسوں پہلے اس مخطوطہ کی تلخیص کی تھی۔ مگر اشاعت کی نوبت غالب صدی کے موقع پر پیدا ہوئی۔ آغاز میں بلند پایہ مقدمہ ہے۔ جس میں مخطوطہ کا جامع تعارف ہے۔ اسی طرح کتاب کے حواشی مختصر ہونے کے باوجود نہایت جاندار ہیں۔

سفید کاغذ اور ٹائپ کی طباعت کے باوجود اس رسالہ کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

ماہنامہ فاران۔ لندن | غالباً ظلمتکدۂ انگلستان میں اردو کا پہلا دینی ماہنامہ ہے جو عرصہ سے مادہ پرست مغربی دنیا میں اپنے علمی دینی اصلاحی مضامین سے اندھیروں میں اجالا کر رہا ہے۔ مضامین سنجیدہ، دعوتی اور پرخلوص ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی حالات حاضرہ پر تبصرہ اور نئے حالات پر اسلامی نقطۂ نظر کی ترجمانی ہوتی ہے۔ باب الاستفتاء اور دیگر عنوانات کے تحت برصغیر کے مشاہیر علماء کے افادات بھی شائع ہوتے ہیں۔ یورپ میں رہنے والے اردو داں حضرات کیلئے تو اپنے آپ کو دین سے باخبر رکھنے کیلئے ایسی مطبوعات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ مشکلات کے باوجود کتابت و طباعت، کاغذ وغیرہ بھی نہایت معیاری ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۱۳ پنس۔ سالانہ ڈیڑھ پونڈ۔ اور بیرون ملک کیلئے ہوائی ڈاک سے تین پونڈ ہے۔ پتہ :- ۹۔ وڈ فال روڈ۔ لنڈن۔ این ۴-۳ جے ڈی۔
(سمیع الحق)

ندائے من مکة المکرمة تنادی المسلمین

القادیانیة بین یدی المؤتمر الاول للمنظمات الاسلامیة فی العالم

نشرت "الندوة" (۸/ابریل) الجریدة الیومیة التی تصدر بمکة المکرمہ جدول الاعمال الذی اعدته رابطة العالم الاسلامی لمناقشته خلال اجتماعات المؤتمر الاول للمنظمات الاسلامیة فی العالم الذی یعقد جلساته هذه الایام فی مقر الرابطه بمکه المکرمہ — وقد تناول جدول الاعمال العدید من الموضوعات حول التنسیق بین المنظمات الاسلامیة کما تضمن بحث مواضیع القادیانیه والبهائیه والماسونیه والصهیونیه والعلمانیه والشیوعیه وحرکه التبشیر وموضوع الاقلیات الاسلامیه وفیمایلی نص جدول حول موضوع القادیانیة۔

القادیانیة | نحلة هدامة تجعل من اسم الاسلام شعار الستر اغراضها الخبیثة۔

ابرز مخالفاتها للاسلام:

ا۔ ادعاء زعیمها النبوة۔

ب۔ تحریف النصوص القرانیة۔

ج۔ ابطالهم للجهاد۔

القادیانیة ربیبة الاستعمار البریطانی ولا تظهر الا فی ظل حمایته۔۔ تخون القادیانیة قضایا الامة الاسلامیة وتقف موالیة للاستعمار والصهیونیة تتعاون القادیانیة مع القوی الناهضة للاسلام وتتخذها هذه القوی واجهة لتحطیم العقیدة الاسلامیة وتحریفها وذلک بمایاتی:

ا۔ انشاء مساجد تمولها القوی المحادیة ویتم فیها التبشیر بالفکر القادیانی المنحرف

ب- فتح مدارس ومعاهد وملاجئ للایتام وفیها جمیعا تمارس القادیانیة نشاطها التخریبی لحساب القوی المعادیة للاسلام۔

تقوم القادیانیة بنشر ترجمات محرفه لمعانی القرآن الکریم بمختلف اللغات العالمیة واللهجات المحلیة بامکانیة القوی المعادیة ولا یقاف هذا النشاط التخریبی للاسلام یقترح مایاتی :-

۱- تقوم کل هیئه اسلامیه بحصر النشاط القادیانی فی مساجدهم و مدارسهم وملاجئهم وکل الامکنه التی یمارسون فیها نشاطهم الهدام فی منطقتها وکشف القادیانیین والتحریف بهم للعالم الاسلامی تفادیا للوقوع فی حبائلهم۔

۲- اعلان کفر هذه الطائفة وخروجها علی الاسلام وهی لهذا تمنع من دخول الاراضی المقدسة۔

۳- عدم التعامل معهم ومقاطعتهم اقتصادیًا واجتماعیا ونکاحیا وعدم التزوج منهم وعدم دفنهم فی مقابر المسلمین ومعاملتهم ککفار۔

۴- مطالبة الحکومات الاسلامیة بمصادرة کل نشاط هذه الجماعات وتسلیمه للمسلمین الحقیقیین وعدم توظیف ای قادیانی اوالسماح له بمزاوله ای عمل۔

۵- نشر مصورات لکل التحریفات القادیانیة فی القرآن الکریم مع حصر الترجمات القادیانیة لمعانی القرآن والتنبیه علیها۔

الطائفة الاحمدیة الکافرة

ان الطائفة الاحمدیة طائفةٌ مارقة ولیست من الاسلام فی شیئٍ
...... ان الشیخ عبد العزیز بن باز رئیس الجامعة الاسلامیه فی المدینة المنورة والازهر الشریف وکافة علماء الملة الاسلامیة یقولون بخروج المذهب الاحمدی وردته ومروقه ... ان للطائفة الاحمدیة ارتباطات واضحة بالعدو الصهیونی ولها مرکز فی فلسطین المحتلة۔

(المجتمع مجلةٌ اسبوعیة تصدر من کویت)
۱۳ فروری

ضيفنا صدر القذافى عظيم

هٰذا ترحيب من الاستاذ محمد لطافت الرحمٰن استاذ العلوم الشرعيه والادب العربي بالجامعة الاسلامية بهاولپور الى الضيف المعظم المعمر القذافى المحترم صدر ليبيا المحروسة بوروده فى باكستان حين انعقاد المؤتمر الاسلامى -

---

مرحباً بالسيد العالى المقام — بابتهاج وافتخار واحترام

بالمودة والمروة والوفاء — والصداقة والكرامة واحتشام

ضيفنا صدر قذافى عظيم — فى ضيوف نازلين باكرام

ذلك الشهم النبيل الباسل — مثل صاعقة بكفار لئام

يا إله الناس وفقه المزيد — كي يديم بليبيا حسن انتظام

وهو حر بارع مترعرع — وهو اجدر بالصدارة فى الانام

ضيغم ماض ابي سابق — فى الشجاعة والتقدم واقتحام

ود باكستان ودا خالصا — فهو احرى بالتودد واستلام

ليس نحصى ان نوفى حقه — فى السيادة والجلالة واهتمام

انه صدر كريم عادل — سالك فى ملكه سبل السلام

ذلك المرء المجاهد حقنا — بالمعاطف والمكارم بالتمام

قد شكرنا منه وودادة — بالجوارح والضمائر والكلام

اهل باكستان كل شاكروه — بالقلوب من الخواص والعوام

واللطافة من يقدم مرحبا — فى سماحة ذلك المولى الهمام

رثاء الشيخ مولانا میاں مسرت شاه کاکاخیل رح

المتوفى

يوم العرفة ذی الحجه ۱۳۹۳ھ

من قلم

الاستاذ عبد الجميل خطيب المسجد الجامع

چارسده

★

فقدنا ذكاء العلم والجود والكرم — فامست جموع الناس فی حندس الظلم

ذكيّ ابيّ ماجد متيقظ — صفيّ وفيّ بالمروأة والشيم

ملاذ اليتامى والعفاة مقسّم — وابيض بسام وذو المنكب العمم

زرافات علم لن يجدن بمثله — لهم قيّماً فی الحزم والنظم والحكم

لنا حسرة وجيع ودمع مسلسل — له جنة الفردوس والخلد والنعم

لعاشر ذی الحجة رعنا بفقده — بلى احترقى الاكباد بالجمر كالحمم

محل مسرت شاه بالعدن انسنا — فذلك تاريخ الوفات لذی الهمم

وان شئت تلى غشصيح ليسهل عده — ولكن هذا اللفظ يهمل فی الكلم

۱۳۹۳ھ

سقى الله ارضا حل فيه عظامه

من العفو والغفران والنور بالديم